رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو انگریزی مجریۂ مسجد ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل - لاہور

قیمت سالانہ للعہ ممالک عہ

شَهِدَ مِنْكُمُ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ
لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي
فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ
فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ
هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ
أَنَّكُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ
اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ
الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ
ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ
وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ

قرآن اور جنگ قیمت ۴؍

مؤلفہ حضرت مولوی صدر الدین صاحب مبلغ جرمن

اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم تمام مقدار صحیفہ ہے کہ جس میں صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے ۔ بلکہ اس میں ہر ایک قومی ضرورت کا علاج موجود ہے قیمت ۴؍

لنڈن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۳؍

اس کتاب میں اس جلسہ کی روئداد ہے جو سیسل ہوٹل میں ۱۹۱۷ء میں آنحضرت صلعم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا ۔ اس میں فاضل نو مسلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال کی زبردست تقریر آنحضرت صلعم کے خلق عظیم پر بھی قابل رشک ہے +

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ

تفصیل مضامین : دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ سقراط مسیح حسین دنیا پر شہادت کا اثر ۔ قیمت ۷؍

حمائل شریف بلا ترجمہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ۔ حمائل شریف کا نمونہ سامنے ملاحظہ فرمالیں ۔ یہ حمائل شریف ۲۹ × ۲۲ کے ۳۲ صفحہ پر ہے ۔ کاغذ سفید ولایتی ہے ۔ جو ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور مجلد ہے ۔ ہدیہ ۸؍ مع محصول ڈاک ۔

لمعات انوار محمدیہ

حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا آئینہ حسین معاشرت کا فوٹو ۔ علمی ۔ ادبی ۔ اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں زبردست مشرقی و مغربی اہل قلم نے مضامین لکھے ہیں بلا جلد ۶؍ مجلد ۱؍

اسلام قیمت فی جلد ۵؍

یعنی

ہمدردی بنی نوع انسان کا مذہب

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

تفصیل مضامین :- امن کا مذہب اسلام کی امتیازی خصوصیت اسلام ایک تاریخی مذہب ہے ۔ اسلام کے بنیادی اصول ۔ اسلام میں خدا کا تصور ۔ الہام الٰہی حیات ثانیہ کیفیت بعد از ممات ۔ فرشتوں پر ایمان ۔ ایمان کا اصل اصول نماز ۔ روزہ ۔ حج حقوق العباد ۔ اخوت اسلامی سخاوت

تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت ۴؍

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی سورۃ فاتحہ کی نہایت ہی دلچسپ تفسیر ۔ ہر ایک مسلم کے گھر اسکی ایک کاپی ہونی از بس ضروری ہے +

سیرت نبوی

یہ آنحضرت صلعم کی زندگی کا مختصر سا خاکہ ۔ آپ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر ۔ قیمت فی جلد ۵؍

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان

قیمت فی درجن ۱۰؍

تصاویر نو مسلمانان یورپ

قیمت فی درجن ۱۰؍ ۔ چار درجن مجلد قیمت ۲؍

المشتہر ۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۱) بابت ماہ جون ۱۹۲۵ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ نمبر (۶)

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	از مترجم	۲۴۲
	تشریح تصویر	″	″
	واقعات حاضرہ	″	″
	ہمارے نومسلموں کی تبلیغی سرگرمیاں	″	۲۴۳
	کثیر الازدواجی اور نومسلم	″	۲۴۴
	نومسلم اور حرمت شراب	″	″
	اس استفسار کی اصل وجہ	″	۲۴۵
	لارڈ ہیڈلے اور حرمت شراب	″	″
	سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن	″	۲۴۶
۲	اسلامی رواداری	از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۲۴۷
	غازی محی الدین حضرت اورنگ	″	۲۴۸
	کلکتہ کا بلیک ہول	″	۲۴۹
	دنیا کا خاتمہ	″	۲۵۰
	ہجرت اور سندر وجہاجن	″	۲۵۱
	مسئلہ ناسخ منسوخ	″	″
	مانع سزاء ارتداد والی آیات کی نئی تشریح	″	۲۵۳
۳	اہل فقہ۔ اہل حدیث۔ اہل قرآن	از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۲۵۵
۴	سیاروں میں آبادی اور قرآن	از قلم جناب طیب علی عبد الرسول جبلپوری	۲۶۶
	زمین اور سیاروں میں چلنے والے جانور آباد ہیں	″	۲۶۷
	زمین اور سیاروں میں ذوی العقول آباد ہیں	″	″
	دوسرے سیاروں میں جن اور زمین پر انسان آباد ہیں	″	۲۶۸
۵	عمل و ایمان	از قلم جناب عبد الخالق صاحب بی اے بوہر مشنری از جدہ	۲۶۹
۶	نئی سعید روحیں	مترجم	۲۷۸
۷	مواعظات جزا وسزا		۲۸۰
۸	خواجہ نذیر احمد صاحب کی واپسی	از مترجم	۲۸۵
۹	گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء	از آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مشن	۲۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۱۱) بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۵ء نمبر (۶)

شذرات

تصویر اسے نمبر میں ہم مسٹر سی ہنسن کی تصویر دیتے ہیں۔ یہ تعلیمیافتہ اور سنجیدہ نو مسلم ہیں۔ اپنے طبقہ میں خاصہ رسوخ رکھتے ہیں۔ بہت ذہین اور کارکن انسان ہیں۔ یہ سب باتیں اُنکے چہرہ سے بھی نظر آتی ہیں۔ یہ بھی اُن انگلستانی کتبخانونکے قارئین میں سے ہیں۔ جہاں اسلامک ریویو بلاقیمت جاتا ہے۔ اسلامک ریویو کو دیکھ کر ان کی توجہ اسلام کی طرف مائل ہوئی۔ باقی مراحل خواجہ نذیر احمد صاحب کے ساتھ خط و کتابت کرنے اور ملاقات کرنے سے طے ہو گئے۔ خدا تعالے ان کو ہمارے مشن کے لئے مفید ثابت کرے۔

واقعات حاضرہ اسمیں شک نہیں۔ کہ ہمارے صفحات زیادہ تر اسلامک ریویو کا ہی ترجمہ ہونا چاہئیں۔ اور ایک وقت تو یہ التزام تھا کہ ہر ماہ کا اسلامک ریویو ان صفحات میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔ لیکن ریویو میں بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں۔ جو صرف یورپین مذاق کی دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں مغرب کے اور ہندوستان کے واقعات حاضرہ ایکدوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اسلئے ہر ایک امر میں ان صفحات

کو ریویو کے تتبع میں نکالنا ایک مشکل امر ہے علاوہ ازیں آجکل کے یہاں کے واقعات حاضرہ اور معاملات پر قرآنی نکتۂ نگاہ سے ایک صحیح مسلک قوم کے آگے پیش کرنا بھی ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اتّفاق سے حضرت خواجہ صاحب بھی ہندوستان میں ہیں۔ اسلئے مناسب یہی سمجھا گیا۔ کہ ان باتوں پر اُن کی قلم سے کچھ نہ کچھ نکلتا رہے۔

ہمارے نومُسلموں کی تبلیغی سرگرمیاں

بہت سے نومسلم بھائی ایسے ہیں جو اپنے اپنے سرکل میں اشاعت اسلام کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان سب میں ممتاز لارڈ ہیڈلے بالقابہ نظر آتے ہیں۔ خصوصاً جب سے آپ ۱۹۲۳ء میں حج سے واپس آئے ہیں۔ انہوں نے ایک مستقل مسلم مشنری کی زندگی اختیار کرلی۔ مختلف مقامات پر لیکچر دیتے اور ہمیشہ کسی نہ کسی اخبار میں اسلام پر لکھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے تاج البانیہ کی قبولیت سے انکار کیا تو اس کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی۔ کہ انگلستان میں اسلام اور انگریزی قوم کے لئے اسلام کا مفید ہونا انکی موجود انگلستان میں چاہتا ہے اس پر انگلستان کے ایک مشہور پرچہ انورنیس کوریر میں ایک صاحب کچھ اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ جس کا جواب لارڈ ہیڈلے دیتے ہیں۔ اس دلچسپ خط وکتابت کا خلاصہ ہم کسی اور جگہ دیتے ہیں ہمیں ایک نہایت ہی خوش کن بات اس خط وکتابت میں نظر آتی ہے مخالفانِ اسلام کے حملوں کا وہ رنگ اب ان کی تحریروں میں نظر نہیں آتا جو آج سے صرف بیس پچیس سال پہلے تھا۔ اب وہ اپنی تحریروں میں محاسنِ اسلام کے معترف بھی ہوتے ہیں۔ اور اگر حملہ کرتے ہیں۔ تو نہایت احتیاط کے ساتھ۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اب اُن کی سرکوبی کے لئے خدا تعالےٰ نے

خیرخواہان اسلام پیدا کر رکھے ہیں +

کثیر الازدواجی اور نومسلم ہمارے نومسلم بھائی اس اسلامی انسٹیچوشن کی ضرورت اہمیت اور اس کے صحیح استعمال سے ناواقف نہیں۔ ہاں وہ اس بات کے بھی قائل نہیں کہ ایک مسلمان تو ہی پکا مسلمان ہو سکتا ہے۔ جب وہ اس کا عملاً پابند ہو۔ اور یہ صحیح بھی ہے۔ بعض لوگ اپنی نفسانی خواہشوں کی گرفتاری میں ایک سے زیادہ بیبیاں کرتے ہیں اور اپنے فعل کے جواز میں ایسی باتیں بناتے ہیں۔ کثیر الازدواجی نہ فرض ہے نہ حکم خاص ضرورت کے ماتحت خدا کی طرف سے ایک رخصت ہے۔ اور اس رخصت سے مستفیض ہونا چند شرائط کو چاہتا ہے۔ جو لوگ اُن شرائط کا لحاظ نہیں کرتے وہ گناہ کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا خط و کتابت میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے۔ اور لارڈ ہیڈلے بالمقابہ نے اسکی حمایت کا حق ادا کر دیا +

نومسلم اور حرمت شراب اس امر کے متعلق ہم سے اکثر دریافت ہوا۔ شراب حرام چیز ہے۔ اور کُل نومسلم اس امر سے واقف ہیں۔ اور اس امر پر ایمان رکھتے ہیں۔ بظاہر تو یہ استفسار ایک بے معنی بات ہے جب قرآن کریم شراب کی حرمت پر ناطق ہے۔ رہا اس ارشاد باری پر کسی پُرانے یا نئے مسلم کا عمل سو اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے۔ ہاں جو شخص یہ خیال کرے۔ کہ یہ حکم قابل عمل نہیں۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسمیں شک نہیں کہ قرآن کے اس حکم کی جس قدر عزت اہل اسلام نے کی وہ عدیم المثال ہے لیکن پھر بھی مسلمان شراب نوشی سے تو مطلقاً بچے ہوئے نہیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم نومسلموں کی شراب نوشی پر معاذ اللہ پردہ

ڈالتے ہیں۔ ہمارے علم و یقین میں کوئی نومسلم شراب نہیں پیتا۔ اصل حالات سے اللہ تعالےٰ واقف ہے۔ اور نہ حرمت شراب سے کوئی منکر ہے۔

اس استفسار کی اصل وجہ

اصل بات یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں قدیم سے ایک جماعت چلی آتی ہے۔ جس کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں شراب کے حرام ہونے کا تو حکم نہیں۔ ہاں ہمارے نبی کریمؐ نے اسے حرام ٹھیرایا ہے۔ بعض تو یہانتک گئے ہیں۔ کہ اعتدال کے ساتھ اگر شراب اس قدر پی لیجائے جو خمار نہ پیدا کرے تو جائز ہے یہ باتیں نہ صرف ان لوگوں تک محدود ہیں جو اس شغل حرام میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بلکہ بعض متکلمین اسلام بھی اس طرف گئے ہیں۔ اس خیال کے پابند متقدمین میں بھی بڑے بڑے نظر آتے ہیں۔ حتٰے کہ بعض نے تو چند شرابوں کو نام وار لکھ کر باقی کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ انہیں سے ایک نبیذ ہے۔ سیل نے اپنے ترجمۂ قرآن میں اس امر کا ذکر کیا۔ اور اس پر زور دیا ہے۔ کہ قرآن نے اعتدال کے ساتھ تو شراب پینے کو نہیں روکا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ ہمارے زمانے نے اور اسلامک ریویو کی متواتر تحریروں نے اس امر کو صاف کردیا۔ اور یہ امر مغربی دنیا میں مسلّم ہوگیا۔ کہ شراب اسلام میں اور قرآن میں مطلق حرام ہے۔ اور اس بارے میں جس قدر نسل انسانی اسلام کی مرہون احسان ہو تھوڑا ہے۔

لارڈ ہیڈلے اور حرمت شراب

لارڈ صاحب بالقابہ کے متعلق ہم سے بالخصوص اس بارہ میں استفسار ہوتا ہے۔ بحمد اللہ لارڈ موصوف حرمت شراب پر عملاً ایمان رکھتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جب وہ مسلمان ہوئے۔ تو کچھ تو سیل کی تحریروں نے اور کچھ خود بعض ترکی۔ مصری اور ہندی مسلمانان سکنہ انگلستان کے طرز عمل

نے انہیں اس رائے پر قائم کردیا ۔ کہ ایک مسلمان اعتدال کے ساتھ شراب کا استعمال کرسکتا ہے ۔ ایک سوپشت کا لارڈ اور پھر شراب نہ پیئے ۔ شراب تو ان اصحاب کی گھٹی میں ہوتی ہے ۔ بلکہ انگریزی زبان میں لارڈوں کے مدہوش ہونے کی تو ضرب المثل ہے ۔ قبول اسلام کے کچھ عرصہ تک ان کا یہی عقیدہ رہا ۔ اور اس عقیدہ کی تردید نہایت شدومد کے ساتھ ہماری طرف سے تقریراً تحریراً ہوتی رہی ۔ اسلامک ریویو میں شراب پر مستقل سلسلۂ مضامین نکلتا رہا ۔ آخر مصلحت ربی نے لارڈ موصوف کی زندگی میں ایک واقعہ پیدا کردیا ۔ اور جس کی وجہ تو وہی تعصب تھا ۔ جو ان کے اسلام لانے نے اُن کے خلاف انگلستان کے بعض طبقات میں پیدا کر رکھا تھا ۔ لیکن اس کا نتیجہ بہت مفید ہوا ۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں آپ پر یہ امر مبرہن ہوگیا ۔ کہ شراب کا قطرہ تک حرام ہے ۔ چنانچہ آپ نے ایک پبلک جلسہ میں ایک لیکچر بعنوان "تنبیہ" دیا ۔ اور اسمیں اس امر پر زور دیا ۔ اپنی سابقہ غلط کاریوں کو پبلک میں نہایت جوانمردی کے ساتھ تسلیم کیا ۔ اور آیندہ کے لئے توبہ کی پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا ۔ بلکہ اپنے لیکچر کو کئی ہزار کاپیوں میں چھپواکر شائع کیا ۔ یہ بھی لارڈ موصوف کی جوانمردی تھی ۔ کہ جب اُن پر ان کی غلطی کھل گئی ۔ تو پبلک میں اس کا اعتراف اور آیندہ اس سے اجتناب کا اعلان کیا ۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

سر عبداللہ آرچی بالڈ ہملٹن | اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء سے فروری سنہ ۱۹۲۵ء کا حساب آمد و خرچ جو ہمیں انگلستان سے موصول ہوا ہے ۔ اسمیں لارڈ موصوف کے ننانوے پونڈ امداد مشن و ریویو دیکھ کر ہمیں جس قدر مسرت ہوئی اسی قدر ہمیں یقین ہے

کہ ہمارے معاونین اور خیر خواہان مشن کو بھی ہو گی ۔ لارڈ موصوف نے اپنی محبت اسلام کا یہ عملی ثبوت دیا ہے ۔ ان کے خطوط سے جو وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ صاحب کو ملتے رہتے ہیں ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ انہیں تبلیغ اسلام میں حصہ لینے کا کہاں تک شوق ہے ۔ خدا تعالےٰ انہیں اس ارادہ میں کامیاب کرے ۔ وہ اس فکر میں بھی ہیں ۔ کہ انکے بچے عربیّت اور دینیات سے اچھّے ماہر ہوں +

اِسلامی رواداری

اسلامک ریویو ماہ مئی میں بعنوان بالا ایک مضمون نکلا جس سے چند باتیں ہم اخذ کرتے ہیں ۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ کبار کا غیر مسلم اور انکے مذاہب سے حُسنِ سلوک محتاج بیان نہیں ۔ آنحضرت نے جو نجرانی عیسائیوں سے مُروّت کی ۔ آپ کے خلفاء راشدین نے عیسائی معابد کی جو عزّت کی ۔ اس کا ذکر ان صفحات میں اکثر آچکا ہے +

لا اکراہ فی الدین کا سُنہری حکم کسی تعریف کا محتاج نہیں ۔ اسمیں شک نہیں کہ جناب مسیح نے بھی فرمایا ۔ کہ اپنے دشمنوں سے محبّت کرو ۔ لیکن جسطرح غلامانِ آنحضرت صؐ نے آپ کے احکامات رواداری کی عزت کی ۔ اسی طرح عیسائیوں نے جناب مسیح کے ارشاد کو پسِ پشت ڈال دیا ۔ سپین اور سسلی میں مسلمانوں پر مظالم تو ایک پرانی کہانی ہے جہاں سے کروڑ در کروڑ مسلمان مٹا دیئے گئے ۔ لیکن قصہ سالونیکا تو داستانِ موجودہ ہے ۔ وہاں تو غالب عنصر اسلام کا تھا ۔ لیکن آج وہ نظر نہیں آتے ۔ عیسائیوں کے پرچے مسلم ورلڈ میں ایک نامہ نگار فخریہ بیان کرتا ہے ۔ کہ بوسنیا میں سے عنصر اسلامی

دن بدن گھٹتا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ اور اسکی وجہ بھی ظاہر ہے۔ چند صدیوں سے بوسینا عیسائی حکومت کے تلے آگیا۔ لازماً اس کا یہی نتیجہ ہوتا تھا عیسائی جہاں گئے ایک ہاتھ میں صلیب اور ایک ہاتھ میں تلوار لے کر گئے۔ بالمقابل مسلمان جہاں پہنچے انہوں نے کسی کے مذہب میں دخل نہ دیا۔ جہاں عیسائی عنصر کم تھا وہ صدیوں تک کم رہا اور آج بھی موجود ہے۔ اسلامی حکومت بھی اگر عیسائی حکومت کی طرح ہوتی تو یہ عنصر کبھی کا معدوم ہو جاتا۔ ہندوستان جیسے غدار ملک میں مسلمان ایک ہزار برس تک اقتدار کے ساتھ حکمران رہے لیکن آج بھی دو تہائی سے زیادہ ہندی آبادی غیر مسلم ہے۔ ہزار در ہزار ایسے ہندو مندر موجود ہیں۔ جو اسلامی راج سے پہلے تعمیر ہوئے تھے +

غازی محی الدین حضرت اورنگ زیب

اور تو اور حضرت محی الدین اورنگ زیب جن کا نام نامی ظالم مؤرخین جدید نے تعصب کے داغ سے ملوث کر رکھا ہے۔ انہیں کے حالات اسبات کو ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی بادشاہوں نے غیر مسلموں کے مذہبی احساسات کی کس قدر عزت کی۔ غازی موصوف اپنے زمانہ کے سچے مسلمان مقتدر شہنشاہ اور زہد و تقوے میں اپنی نظیر آپ تھے۔ حتیٰ کہ اپنے ذاتی مایحتاج کیلئے وہ مرہون منت خزانہ سلطنت نہ تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی روٹی کماتے تھے۔ آپ کا ایک فرمان ہندوان بنارس کے نام ہے جس کا ایک فوٹو ہمارے پاس بھی ہے۔ اس کا ترجمہ ہم ذیل میں دیتے ہیں +

محمد اورنگ زیب
پسر
صاحبقران ثانی

محمد
اورنگ زیب
شہنشاہ غازی

تمام لوگوں کو یہ علم ہونا چاہیئے۔ کہ اس محبت و شفقت سے جو طبعاً ہم میں اپنی رعایا کی بہتری کیلئے ہے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہماری کل رعایا ادنے و اعلے

ایکدوسرے کے ساتھ محبت اور آشتی سے رہے۔ اور ہم اسلامی شریعت کے ماتحت حکم دیتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے مندر اور ان کے بُتوں کی پرستش کی جگہیں قائم اور محفوظ رہیں۔ اور چونکہ ابھی ہمارے علم میں آیا ہے کہ ہماری رعایا میں سے بعض بنارس کی ہماری ہندو رعایا سے سختی اور حقارت کا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہاں کے برہمنوں کو اُن کے جائز حقوق پرستش سے روکنا چاہتے ہیں ایسا ہی ہمارے علم میں بھی آیا ہے کہ ان افواہوں سے ہماری ہندو رعایا کا دل دکھا ہے۔ اسلئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ اور اپنی کل سلطنت میں حکم صادر فرماتے ہیں۔ کہ کوئی برہمنوں کو اُن کی عبادت میں تکلیف نہ دے۔ نہ ہندو مندروں میں مداخلت کرے۔ ہماری ہندو رعایا امن سے رہے۔ اور ہماری ترقی کے لئے دعا کرے +

کوئی شخص ایک طرف ان الفاظ پر غور کرے۔ اور اسکے ثبوت میں بنارس کے قدیمی مندروں کو موجود دیکھے۔ ان کی جاگیروں کو مغلیہ بادشاہوں کی عطا کردہ دیکھے۔ اور دوسری طرف ان تاریخوں کو دیکھے جو ہمارے سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور جن کا اعادہ ہمارے بعض برادران وطن کرتے ہیں۔ یہ جدید مورخین سچے مورخین ثابت نہ ہوئے۔ انہوں نے پولیٹیکل اغراض کو سامنے رکھ کر تاریخوں میں جھوٹے واقعات بھر دیئے۔ مثلاً

کلکتہ کا بلیک ہول

سراج الدولہ حاکم بنگالہ کو جس طرح حکومت سے برطرف کیا۔ اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے مشہور کردہ مظالم میں ایک واقع بلیک ہول کا بھی ہے۔ تاریخوں میں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ ڈیڑھ سو کے قریب انگریز ایک تنگ کمرہ میں رات کے وقت بھر دیئے گئے۔ موسم گرمی کا تھا۔ صبح کو اس میں سے کثرت سے مردہ نکلے۔ آج کلکتہ میں اس مقام کو معین کر دیا گیا ہے۔ جہاں یہ واقعہ ہوا ہے انکی مساحت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسمیں چند آدمیوں سے زیادہ آ نہیں سکتے تھے +

دنیا کا خاتمہ

امریکہ میں جہاں مذہب کے نام تلے مختلف خیالات اور مختلف عقاید مختلف جماعتوں کی شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں وہاں ایک چرچ ان لوگوں کے نام کا بھی ہے جو آٹھوں پہر آسمان کو دیکھتے رہتے ہیں کہ جناب مسیح کب اُتریں گے۔ وہ اپنے آپ کو ایڈونٹسٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کا ایک گرجا مقام لاس اینگلز ہے۔ انہیں ایک خاتون مسز مارگریٹ رون نبوت کی مدعیہ ہے۔ انہوں نے کچھ دن ہوئے اعلان کیا کہ کیلیفورنیا کے ایک پہاڑی مقام پر جناب مسیح آسمان سے اُتریں گے۔ جہاں ایک لاکھ چالیس ہزار مومنین آپ کی زیارت سے مشرف ہونگے۔ اور اسکے بعد دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اس پیشینگوئی پر یونایٹڈ سٹیٹ میں ہر طرف بعض طبقات کے لوگ اپنی جائدادیں اور اپنی زمینی اشیاء کو بیچنے لگے۔ کیونکہ دنیا کا خاتمہ قریب تھا۔ اس کہنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کہ یہ پیشینگوئی سابقہ پیشگوئیوں کی طرح غلط نکلی۔ اور ایک لاکھ چالیس ہزار صادق منتظرین آمد ثانی مسیح کو مایوس ہی ہونا پڑا۔ مسیحی تاریخ میں یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں کئی دفعہ آپ کی آمد کی تاریخیں معین کی گئیں۔ کئی دفعہ لوگوں نے کاروبار چھوڑ دیئے جائدادوں سے الگ ہوگئے۔ اور کئی دفعہ لوگوں نے ان بد اعتقادیوں سے توبہ کی لیکن دنیا دنیا ہی ہے۔ ہر طبقے کے لوگ ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ اسلامک ریویو میں لکھنے والے کو اس واقعہ پر اس لئے حیرت آتی ہے۔ کہ یونائیٹڈ سٹیٹ جیسا ملک جہاں مذہب سے تو کنارہ کشی ہو اور وہاں ایسی توہم پرستی کامیاب ہو جاوے۔ لیکن یہ حیرت کا مقام نہیں امریکہ میں اگر ایسی پیشگوئیاں مذہبی جوش خروش کے ساتھ خیر مقدم کو حاصل کر لیتی ہیں تو اس کی تہ میں مذہب نہیں ہوتا۔ بلکہ کاروبار اور تجارت۔ معلوم اس واقعہ نے کس قدر لوگوں کو خانمان کرکے ان کی جائدادکو کوڑیوں پر بکوا دیا ہوگا۔ سادہ لوح ہر جگہ موجود ہیں۔ اور ایسا ہی چالاک طبع انسان بھی

آخرالذکر انہیں موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور اول الذکر گروہ کی توہم پرستی کو اپنے مفاد کیلئے اور مضبوط کرتے ہیں +

ہجرت اور ہندو مہاجن ابھی اگلے دن یہاں یہی واقعہ ہوا انکو انکی نوعیت اور تھی۔ جب ہجرت کے خیال میں مسلمان ہندوستان سے نکلے تو ان کے اس جذبہ کو اور بڑھ کر دکھانے کیلئے بعض سودخواروں نے بہت کوششیں کیں۔ مہاجرین کے ایثار کی تعریف کی۔ ان کی قربانی کے گیت گائے۔ اور اُن کی ہزارہا روپیہ کی جائداد ونکو کوڑیوں کے مول خرید لیا

مسئلۂ ناسخ منسوخ ہمارے گذشتہ نمبر کے مضمون بعنوان "ارتداد" نے جہاں کثرت سے ہمارے معزز قارئین کو خوش کیا۔ وہاں بعض دوست کچھ ناراض بھی ہوئے۔ یہ طبعی امر ہے۔ اختلاف رائے اگر صفائی کے ساتھ ہو تو موجب رحمت ہی ہوتی ہے۔ ایک دوست ہمیں لکھتے ہیں۔ کہ ہماری تحریر کی بُنیاد بالخصوص ایک آیت لا اکراہ فی الدین پر ہے۔ اور وہ تو منسوخ ہو چکی ہے +

خدا کا شکر ہی کہ جس زمانہ میں ہم ہیں اس نے ناسخ منسوخ کے جھگڑے ختم کر دیئے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر عنقریب ہم بالاستیعاب لکھیں گے۔ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر دو آئتیں ایکدوسرے کے مقابل ناسخ منسوخ تسلیم کر لیجائیں تو اس سے مُراد یہ ہوگی۔ کہ وہ دو آئتیں اپنے معانی و منطوق میں ایکدوسرے کے مخالف ہیں۔ لہٰذا وہ ایک ہی کا کلام تو نہیں ہوسکتیں۔ خصوصاً جب اس کلام کا بھیجنے والا علیم حکیم خدا ہو۔ قرآن کریم نے تو اپنے منجانب غیر اللہ نہ ہونیکی ایک یہ دلیل دی ہی۔ کہ اسکی آیات میں ایکدوسری سے اختلاف نہیں جیسے کہ فرمایا۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا

یعنے اگر قرآن غیر اللہ سے ہوتا تو اسمیں بہت اختلاف ہوتا۔ اب قرآن میں ناسخ منسوخ آیات کے موجود ہونے کو قبول کرنا گویا یہ امر مان لینا ہے۔ کہ

اسمیں اختلاف ہے۔

بات یہ ہے کہ عدم تدبّر کے باعث کسی کو بعض آیات قرآنی بعض آیات کے خلاف نظر آئیں اسلئے کسی کو ناسخ اور کسی کو منسوخ قرار دیدیا۔ ایک وقت وہ تھا۔ جب قرآن کریم میں سینکڑوں کے قریب ایسی آیتیں سمجھی جاتی تھیں ہر زمانہ میں ہمارے اسلاف نے ان بظاہر مختلف اور متضاد مضامین والی آیات کی تشریح کی۔ اور تضاد اختلاف کو مٹایا۔ اس طرح ہر زمانہ میں ان ناسخ منسوخ والی آیتوں کی تعداد گھٹتی گئی۔ حضرت جلال الدین سیوطی نے اس امر میں بہت کوشش کی۔ چنانچہ ان کے نزدیک سینکڑوں میں سے بیس آیتیں انہیں ایسی نظر آئیں جن پر گمان ناسخ منسوخ کا ہوسکتا تھا۔ بالفاظ دیگر باقی کل آیات جو ان سے پہلے ناسخ منسوخ کے سلسلہ میں رکھی گئی تھیں وہ حل ہوگئیں۔ یعنے ایکدوسرے کے مخالف نظر نہ آئیں ان کے بعد شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز کا زمانہ آیا ان بزرگوں نے بیس میں سے صرف پانچ ہی ایسی آیتیں بتلائیں جن پر ناسخ منسوخ کا خیال ہوسکتا تھا۔ ہمارے زمانہ میں یہ پانچ بھی حل ہوگئیں۔ انہی میں سے یہ آیت لا اکراہ فی الدین والی ہے۔ یہ آیت کسی وقت بعض آیات کے معارض سمجھی جاتی تھی اس وقت منسوخ قرار دیدی گئی۔ آیات جہاد کے غلط مفہوم نے لا اکراہ فی الدین کی آیت کو منسوخ کردیا۔ اسی طرح ایک آیت لکم دینکم ولی دین ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو مکی آیت ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کافروں کے لئے کافروں کا دین ہے اور مسلمانوں کیلئے مسلمانوں کا دین ہے لہذا یہ آیت ان آیات کے خلاف ہے جسمیں تبلیغ دین کا حکم ہے۔ اسلئے منسوخ ہے۔ یہ بھی عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ سورۃ قل یا ایھا الکفرون میں تو مسلم اور کافروں کا موجودہ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لیکن دین کے معنے جزا سزا کے بھی تو ہیں۔ جیسے کہ لفظ مالک یوم الدین سے ظاہر ہے۔ اب اگر دین کے معنے جزا سزا کے ہیں۔ تو سورہ مذکورہ کے یہ معنے ہونگے کہ کافرو نہ تم ہمارے

معبودوں کے آگے جھکتے ہو۔ نہ ہم تمہارے معبودوں کے آگے جھکتے ہیں۔ اور نہ آئندہ ایسا ہوگا۔ تمہیں تمہاری جزا سزا ہے۔ مجھے میری جزا سزا ہے۔ یعنے ہم ان مختلف طریق مذہب کی جزا سزا خود بھگت لینگے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سورہ شریف کا یہ ارشاد قرآن کی کس آیت کے خلاف پڑتا ہے۔ اور نہ ان معنوں میں ہم کوئی تکلف کرتے ہیں۔ لفظ دین کے لفظی معنے جزا سزا کے ہیں +

مانع سزاء ارتداد والی آیات کی نئی تشریح

جو مختلف تحریریں اس موضوع پر نکلیں ہیں فریقین نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ قرآن کریم نے سنگساری کی سزا کسی امر کے لئے بھی تجویز نہیں کی۔ اور نہ ارتداد کیلئے کوئی سزا تجویز کی۔ کیونکہ آیت ذیل صاف اور واضح ہے۔ ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا۔ **ترجمہ**۔ جو لوگ اسلام لائے پھر (اسلام سے) پھر بیٹھے۔ پھر اسلام لائے پھر اسلام سے) پھر بیٹھے۔ اور پھر اس کے) پیچھے کفر میں بڑھتے گئے۔ تو خدا نہ تو اُن کی مغفرت ہی کریگا۔ اور نہ ان کو راہ راست ہی دکھائیگا۔ پھر دوسری ایک آیت میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ ارتداد کے بعد حالت کفر میں مرتد مرے ان دو نو آیاتوں سے یہ تو ظاہر ہے کہ نہ صرف بعض نے ایکدفعہ ارتداد کیا بلکہ دودفعہ اور پھر طبعی موت سے مرے۔ مانا کہ قرآن اس معاملہ میں خاموش تھا۔ اور نبی کریم صلعم اگر سزا دیتے تو وہ بھی ہمارے لئے قابل اقتدا تھا۔ لیکن قرآن کریم شہادت دیتا ہے کہ سزا نہیں دیگئی۔ یعنے ارتداد پر نبی کریم صلعم نے سزا کوئی نہیں دی۔ ان آیات کے مقابل تو کیا کہا جاسکتا تھا۔ لیکن اب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ان آیات میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ وہ بیشک مرتدین ہوئے اور اپنی طبعی موت بھی مرے۔ لیکن یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو اسلامی سیاست

کے احاطہ سے باہر چلے گئے اور سزا سے بچ گئے۔ حیرت آتی ہے کہ نہ تو قرآن کریم کی ان آیات میں کوئی ایسی تخصیص ہے نہ نبی کریم سے ہمارے پاس ایسی تفسیر پہنچی ہے۔ بہرحال اسمیں بھی مضائقہ نہیں۔ ہم قرآن کریم میں ایسے لوگوں کا حال پڑھتے ہیں جنہوں نے ارتداد کیا۔ اور ارتداد کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ تلے ہی تھے۔ اور قرآن نے انکی تعذیب کی ممانعت فرمائی +

جب آنحضرت صلعم مدینہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت وہاں جھودی مشرک مسلم تین جماعتیں جمع ہوگئیں۔ ان سب نے آنحضرت صلعم کو اپنا سردار بنایا۔ اور ہر معاملہ میں ان کے محاکمہ کو تسلیم کیا۔ مدینہ میں جب مذہب اسلام پھیلنے لگا تو جھودی اسکی ترقی سے گھبرائے۔ انھوں نے طرح طرح کی شرارتیں شروع کیں کہ جس سے اسلام کا ابطال ثابت ہو۔ ایک تجویز یہ تھی۔ کہ ان میں سے بعض مسلمان ہو جاتے۔ کچھ دیر بعد پھر اسلام چھوڑ دیتے۔ اور اس سے مطلب نو مسلمونکو گھبرانا اور انہیں یقین دلانا تھا۔ کہ ہم اہل کتاب ہیں۔ حقائق مذہب سے واقف ہیں ہم اسلام کو جانچنے کے لئے مسلمان ہوئے۔ لیکن اسلام اس قابل نہ تھا کہ ہم اس پر قائم رہتے۔ اسلئے ہمنے اسے ترک کر دیا۔ اس کا ذکر قرآن کریم ذیل کے الفاظ میں کرتا ہے۔ وقالت طائفۃ من اھلکتاب امنو بالذی انزل علی الذین امنو وجہ النھار واکفروا اخرہ لعلھم یرجعون اہلکتاب کا ایک گروہ کہتا ہے۔ دن کے پہلے حصے میں اس چیز پر ایمان لاؤ جو مسلمانوں پر نازل کی گئی ہے۔ اور پچھلے حصہ میں اس کا انکار کر دو۔ تاکہ وہ (یعنے مسلمان بھی اسلام کو جھوٹا سمجھ کر) واپس آجائیں یہ تو ظاہر ہے کہ ارتداد ہوا۔ اور بار بار ارتداد ہوتا تھا۔ جھودیوں کی اپنی کتاب میں ارتداد کی سزا سنگساری ہے۔ اگر انہیں یہ علم ہوتا یا وہ آنحضرت صلعم کو اس امر کا پابند دیکھتے۔ کہ وہ بھی مرتد کو سزائے موت دیتے ہیں۔ تو ممکن نہ تھا کہ جھودی

ایسا امر کرتے۔ علاوہ ازیں یہ تو قرآن شہادت دیتا ہے۔ کہ جہودی اسلام لاکر چھوڑ دیتے اور مرتد ہوتے لیکن یہ تاریخ سے پتہ نہیں چلتا۔ کہ کسی جہودی کو کبھی سزا ارتداد کے باعث ہوئی۔ لہٰذا جو توجیہ فریق ثانی کرتا ہے وہ غلط ہے۔ یہ سب امور مدینہ میں ہوئے۔ جہاں آنحضرت حاکم تھے۔ اور مرتدین بھی مدینہ ہی میں تھے۔ کہیں بھاگ کر چلے نہ گئے تھے +

اہل فقہ۔ اہلحدیث۔ اہل قرآن

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اسلام جیسا دین مبین اس امر کا حامل نہیں ہو سکتا۔ کہ اسمیں فرقی اختلاف کسی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاوے۔ دوسرے مذاہب میں اگر فرقہائے مختلفہ ہیں۔ اور ان فرقوں میں مشرق مغرب کا فرق ہے۔ تو وجہ ظاہر ہے ایک تو ان مذاہب کی اصلی کتب ربانی یا دنیا سے مفقود ہیں یا محرف ومبدل ہیں دوسری طرف ان مذاہب کے مقدس بانیوں کے حالات اور اُنکے قول اوّل تو بالکل ندارد ہیں۔ اور اگر ہیں۔ تو ان کی صحت کا شبہ ہے چاروں انجیلوں کو پڑھ لیا جاوے۔ اگر ان میں سے معجزات یا دیگر واقعات کو نکال دیا جاوے۔ اور صرف اس حصہ کو لیا جاوے۔ جس کا تعلق روزانہ زندگی سے یا اعمال و اعتقاد سے ہو سکتا ہے تو یہ سب کی سب باتیں صرف پانچ چار صفحوں میں آجاتی ہیں۔ اسی طرح دوسرے مذاہب کا حال ہے۔ ان مذاہب میں ضروری امور زندگی کے متعلق ہدایات کاملہ کا نہ ہونا بھی اجتہاد انسانی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جیسے کہ عیسائی مذہب میں خاص طور پر ہوا شریعت موسوی سے تو یہ لوگ پہلے ہی الگ ہو چکے تھے۔ جناب مسیح کوئی عملی ہدایات نہ چھوڑ گئے تھے۔ راہبوں نے اور قسیسوں نے حسب ضرورت مسائل

تراشے - ضرور تھا کہ اس سے انشقاق و افتراق مذہب میں پیدا ہو - بالمقابل کسقدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ہمیں ایک محفوظ کتاب ملی ہے - جسکے ایک نکتہ اور شوشہ پر کسی کو شُبہ نہیں اور جو ہر رنگ میں کامل اور ہر ضرورت کے لئے مکتفی ہے - دشمن دوست قرآن کریم کی حفاظت پر ایمان رکھتے ہیں - اور جس کتاب نے مذہبی اختلاف کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی - وما انزلنا الیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفو فیہ - یہ کتاب تو دوسرے مذاہب کے اختلاف مٹانے کیلئے آئی تھی - چہ جائیکہ خود آپکے تعلیم کردہ مذہب میں کوئی اختلاف رہجائے - اس کتاب نے جس قدر انسانی تدبر تفکر اور غور کی عزت کی ہے - وہ کسی اور مذہب نے نہیں کی - اس کتاب نے انسان کو بھیڑ اور بکری نہیں سمجھا کہ جن کو جہاں چاہے چرواہا لے جائے اس نے انسان کو تحریص دلائی ہے - کہ وہ خود اپنے عقل و فکر سے کام لے البتہ انسانی اجتہاد و قیاس کو غلطی سے بچانے کیلئے چند ہدایتیں بھی دیدی ہیں اگر مسلمان ان ہدایات کے پابند رہکر افراط تفریط سے کام نہ لیتے یا نہ لیں تو پھر اسلام میں کوئی وجہ اختلاف نظر نہ آئے فرمایا - و ان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ و الرسول - جب تم میں تنازعہ ہو تو خدا اور خدا کے رسول کے حکموں کی طرف پھیرو - پھر فرمایا - واطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم اللہ اور اللہ کے رسول اور اولے الامر کی اطاعت کرو +

ان دونوں آیات کو ملا کر پڑھنے سے بہت حد تک معاملہ صاف ہو جاتا ہے - یعنے ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول کے آگے تو ہر وقت جھکنا ہے لیکن اولے الامر کے اجتہاد کے مقابل تنازعہ بھی ہو سکتا ہے - کیونکہ ایکطرف اولے الامر کی اطاعت کرنا اور پھر مابین تنازعے کے فیصلہ کرنے کیلئے جس آیت مذکورہ بالا کے ماتحت ہمیں خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے - اسمیں اولے الامر کا نہ ہونا اس امر کی صاف دلیل ہے - کہ اولے الامر کے اجتہاد ایسی

قطعیت نہیں رکھتے ۔ اور یہ بات بھی صحیح ہے ۔ کہ جو کتاب ہر ایک انسان کو تدبر اور تفکر کیطرف توجہ دلائے ۔ اُسے خدا اور رسول کے علاوہ کسی اور انسان کے اجتہاد کے مقابل بے دست و پا کر دینا گویا اُسے ان حقوق سے محروم کرنا ہے ۔ جو صرف قرآن کریم نے امور مذہبی میں انسان کو دیئے ہیں جب جناب فاروق اعظم جیسا عظیم الشان انسان جو بقول ختمیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوۃ کی استعداد اپنے اندر رکھتے تھے ۔ اور اگر آنحضرت صلعم پر دروازہ نبوت بند نہ ہو جاتا ۔ تو اُنکے بعد کے نبی جناب عمرؓ ہی ہوتے ۔ جب ایسے انسان کو ایک ضعیفہ خاتون کے مقابل یہ کہنا پڑا ۔ نساء المدینۃ افقہ من عمر (مدینہ کی عورتیں عمر سے بڑھ کر تفقہ فی القرآن) کر سکتی ہیں) تو پھر دوسرے ائمہ مجتہدین کو بھی یہ صورت پیش آسکتی ہے ۔ ممکن ہے ۔ کہ کسی مسئلہ اہم پر اجتہاد کرتے ہوئے کسی قرآنی آیت کی طرف سے اُنہیں ذہول ہو جائے جیسا کہ جناب عمرؓ کو ہوا ۔ اور اس سے مفہوم قرآن سمجھنے میں غلطی لگ جائے ۔ ایسی صورتمیں ایک مجتہد کی رائے سے کسی اور کو اختلاف بھی ہو سکتا ہے ۔ اور پھر اس اختلاف کے مٹانے کا حکم صرف قرآن و حدیث ہی ہوگا ۔ آخر جناب عمرؓ تو اسی بات پر زور دیتے تھے کہ عورتوں کا مہر زیادہ نہ باندھو ۔ اور یہ حکم فرماتے تھے ۔ کہ جو چارسو درم سے زیادہ باندھیگا میں اس کا زائد روپیہ بیت المال میں داخل کر دونگا ۔ ایک عورت اسکے خلاف عام مجمع میں ان کی توجہ قرآن کی طرف دلاتی ہے ۔ واتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً ۔ یہ آیت تو سونے کا ڈھیر مہر میں دینے کی اجازت دیتی ہے لیکن فاروق اعظم اسکے خلاف حکم دے کر اپنے حکم کو واپس لیتے ہیں +

اگر یہ اسوۂ حسنہ ہم اپنے سامنے رکھتے تو ہم میں اس قدر تنازعے پیدا نہ ہوتے ۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اولے الامر نہیں ہو سکتا لیکن اسمیں بھی شبہ نہیں کہ جو بات کسی اولے الامر کے مُنہ سے نکل جائے ۔ وہ قطعی بھی نہیں ۔ محفوظ طریق یہی ہے کہ جو کچھ ہمارے مجتہدین کرام تفقہ کر گئے انہیں عزت

کی نگاہ سے دیکھا جاوے - لیکن جہاں ان کی رائے قرآن یا حدیث کے صریح خلاف نظر آئے اُسے چھوڑ دیا جائے - خود جناب امام اعظم ابوحنیفہ نے اس سوال کے جواب میں کہ اگر آپ ایک بات کہیں - اور کتاب اللہ اسکے خلاف ہو تو کیا کیا جاوے - آپ نے فرمایا - کہ میرے قول کو کتاب اللہ کے سامنے چھوڑ دو اور ایسا ہی اگر میرے قول کے خلاف حدیث پاؤ تو اسکے مقابل بھی میرا قول چھوڑ دو[1] - اگر حضرات علماء حنفیہ جناب امام ابوحنیفہؓ کے اس ارشاد پر عمل کریں تو وہ تنازعے جو اہل فقہ اور اہلحدیث میں گذشتہ پچاس سال سے پیدا ہوئے - اور اب بھی جاری ہیں ختم ہو جائیں - اہلحدیث کا وجود تو اسی غلطی کے ازالہ میں پیدا ہوا ہے - جب مقلدین بھائیوں نے معاملات تفقہ میں افراط سے کام لیا - اور قرآن و حدیث کو کھولنے کی ضرورت نہ سمجھی - اور ہر ایک امر میں فقہ کو اپنا ہادی قرار دیا - حتٰی کہ ان کے درسی نصابوں میں بہت ہی کم قرآن و حدیث نظر آیا - اس افراط نے اہلحدیث کی طرف سے تفریط کا رنگ پیدا کر دیا - انمیں کا ہر ایک مجتہد بنگیا - اور ان کے گروہ میں امام اربعہ کی طرف بے توجہی لاپرواہی اور پھر حقارت پیدا ہوگئی - جس سے فسادات عام مسلمانوں میں ہوئے - لیکن خود اہلحدیث بھی افراط کا شکار ہوگئے - انہوں نے حدیث کو قرآن پر تفوق دیدیا - جس طرح پڑانے مدارس اہل فقہ میں قرآن و حدیث کی طرف توجہ کم تھی - اسی طرح اہلحدیث کے نصاب میں سے بہت حد تک قرآن نکل گیا - اہلحدیث نے جو کچھ کتب احادیث میں پایا عام اس سے کہ وہ صحیح تھا یا غلط اسے ہر معاملے میں اپنا مدار علیہ ٹھیرایا - آخر جو کچھ صحاح ستہ میں ہے ان کی صحت پر بھی تو چند بزرگوں نے تفقہ اور اجتہاد ہی کیا ہے - ان بزرگوں نے نہایت جانفشانی کی - بہت سے موضوعات کے انبار میں سے بعض حدیثیں جنہیں انہیں صحیح قرار دیا - اور انہیں قابل عمل ٹھیرایا - لیکن ان کا صحیح ٹھیرانا آخر ایک قسم کا تفقہ فی صحت الحدیث

---

[1] صفحہ ۱ ہدایہ کا یہ مشہور قول ہے جسے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے - بسم بن ابی حنیفہ +

تھا۔ اگر قرآنی معاملات میں مجتہدین اہلسنّت کا اجتہاد اہلحدیث کے نزدیک قطعی نہیں تھا تو صحاح ستہ کے جمع کرنیوالوں کا اپنے مجموعہ کو صحیح سمجھنا بھی تو نفقہ اجی تھا وہ قطعی کیوں قرار دیا جاتے۔ اسمیں شک نہیں کہ نبی کریم صلعم کے الفاظ کو ہر ایک انسانی قول پر ترجیح ہے۔ اور اس کے آگے ہر ایک گردن جھک جانی چاہئے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً ترجمہ پس (اے پیغمبر! تمہارے (ہی) پروردگار کی (یعنی ہم کو اپنی) قسم ہے۔ کہ جبتک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں۔ اور (صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ) جو کچھ تم فیصلہ کرو۔ اس سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہوں۔ بلکہ (دل وجان سے اسکو) قبول کرلیں (غرض جبتک یہ سب کچھ نہ کریں اس وقت تک انکو ایمان سے بہرہ نہیں)

اس آیت کے ہوتے ہوئے کس کی مجال ہے کہ آنحضرتؐ کے فرمائے ہوئے احکام دینی کے سامنے گردن نہ جھکائے اور ان کو اسی طرح سے نہ مانے جیسے کہ اللہ کی کتاب کو ہم مانتے ہیں۔ خصوصاً جب آپ کی شان میں وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی آیا ہے۔ اگر ہم تک آنحضرتؐ کے احکامات صحت کے ساتھ پہنچ جائیں۔ تو ہمارے مذہب میں وہ شخص سچا مسلم نہیں جو ان احکام کی عزت قرآنی احکام کی طرح نہ کرے۔ لیکن دقت یہ ہے۔ کہ اول تو آنحضرت صلعم کے بعد دوسو برس تک آپ کی حدیثوں کا سلسلہ زبانی چلا آیا۔ اس عرصہ تک بہت کچھ موضوع باتیں شامل ہوگئیں بہت سے اہل غرض نے اپنی منشاء کے مطابق روایات آپ کی طرف منسوب کردیں۔ آخر امام بخاری علیہ الرحمۃ کو کئی لاکھ حدیثیں چھوڑنی پڑیں۔ اور صرف چند ہزار حدیثوں کو آپنے صحیح تسلیم کیا۔ پھر بھی جس یقین کے ساتھ ہم قرآن کریم کے ایک ایک نکتہ کو صحیح مان لیتے ہیں۔ اس طرح موجودہ کتب حدیث کے متعلق ایمان رکھنا مشکل ہے قرآن کی حفاظت کے متعلق جو وعدے خداوندی ہیں وہ دنیا میں کسی اور کلام کے متعلق نظر نہیں آتے۔ اور تو اور خود نبی کریم صلعم کی نبیانہ نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا

کہ بہت سی باتیں آنیوالے زمانوں میں آپؐ کی طرف منسوب کی جائینگی جو آپؐ کی نہ ہونگی + جیسے کہ طبرانی کی روایت ابن عمر سے ہے ۔

احادیث فما اتاکم من حدیثی فاقرؤا کتاب اللہ واعتبروہ فما وافق کتاب اللہ فانا قلته وما لم یوافق کتاب اللہ فلم اقله

مجھ سے بہت سی احادیث پھیلینگی ۔ پس جب میری حدیث تمہارے پاس آئے ۔ تو کتاب اللہ کو پڑھو ۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ میں نے کہا ہے ۔ اور جو کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ میں نے نہیں کہا) +

پھر ایک اور دقت ہماری راہ میں ہے ۔ جس طرح ہم قرآن کریم کے لفظ لفظ کی صحت کو قبول کر سکتے ہیں ۔ ویسے حدیث کے متعلق یہ نہیں کر سکتے یعنے احادیث کے مطالب کو تو قبول کر لیتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ سکتے کہ جن لفظوں میں یہ باتیں ہم تک پہنچیں وہ آنحضرتؐ کے بولے ہوئے الفاظ ہیں ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے بعد ہی اس قسم کی مشکلات ہمیں نظر آتی ہیں بعض روایات میں الفاظ ہی محفوظ نہیں اور بعض میں راویوں نے آنحضرتؐ کے الفاظ کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھا جیسا کہ عذاب سوتے والی حدیث میں ہوا جب حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ۔ ان المیت لیعذب ببکاء اھلہا ۔ یعنے میت کو اُن کے اہل کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے ۔ تو حضرت عائشہؓ نے اس بات کو سُن کر فرمایا ۔ انکم تونی من غیر کاذبین ولا مکذبین ولکن السمع یخطی ۔ تم ایسے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہو جو نہ جھوٹے ہیں ۔ اور نہ جھٹلائے گئے ہیں لیکن کان خطا کر جاتے ہیں یعنے سننے میں غلطی ہو جاتی ہے ۔ پھر ایک اور مشکل کا سامنا ہے ۔ جن حالات کے ماتحت آنحضرت صلعم نے کچھ کیا یا کہا وہ عموماً کتب احادیث میں نظر نہیں آتا ۔ روزانہ زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض واقعات جو بظاہر قابل اعتراض نظر آتے ہیں وہ عین صحیح ہوتے ہیں ۔ اگر حالات

متعلقہ کا ہمیں علم ہو۔ سینکڑوں باتیں بذاتہٖ نہ اچھی ہوتی ہیں نہ بُری اُن کے حالات متعلقہ و مختصہ اُنہیں اچھا یا بُرا کر دیتے ہیں۔ کتب احادیث میں ان حالات مختصہ کے ذکر کا نہ ہونا بعض احادیث کی حقیقت تک پہنچنے میں اشکال پیدا کر دیتا ہے +

بہر حال ایک مسلمان تو صاحب ما ینطق کے کلام میں اور خدا کی وحی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اگر آنحضرتؐ کی باتیں اسی صحت کے ساتھ ہم تک پہنچیں جس صحت کے ساتھ قرآن شریف پہنچا ہے۔ اور یہ امر مسلمہ نہیں۔ ان حالات میں ہر ایک ایسی بات کو آنحضرت صلعم سے وارد ہوئی ہو تسلیم کر لینا کوئی محفوظ راستہ نہیں۔ صحیح طریق یہی ہے۔ کہ ہر ایک بات پر قرآن کریم کو حَکَم مانا جاوے۔ جیسا کہ خود نبی کریمؐ نے حدیث طبرانی کے مطابق فرمایا۔ اسی قسم کی ایک اور حدیث ابن عساکر کی بھی ہے یسکون عنی رواۃ یردون الحدیث فاعرضوا علی القرآن فان وافق القرآن فخذوہ والا فدعوہ (بہت سے راوی مجھ سے حدیثیں روایت کرنے والے ہونگے پس تم اس کو (حدیث کو) قرآن پر پیش کرو۔ پس اگر وہ قرآن کے موافق ہے تو لیلو ورنہ چھوڑ دو) کیسا پاک صحیح اور محفوظ راہ آنحضرت صلعم نے ہمارے آگے رکھ دیا ہے۔ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ اسکی بہترین تفسیر آنحضرت صلعم ہی کر سکتے تھے لیکن اگر ان کی طرف منسوب کردہ کوئی بات قرآن کریم کے ہی خلاف ہو تو یہ روایت قطعاً صحیح نہیں ہو سکتی۔ مثلاً جب قرآن کریم حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرماتا ہے۔ انہ کان صدیقاً نبیاً یعنے جناب ابراہیمؑ ہمیشہ ہی سچ بولا کرتے تھے۔ اور نبی تھے۔ ایسا ہی ہم جناب یوسف علیہ السلام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان بزرگوں کی شان میں لفظ صادق کی جگہ صدیق بولا ہے۔ لفظ صادق (سچ بولنے والا) میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ ہی سچ بولے لفظ صدیق میں

یہ خصوصیت ہے۔ چونکہ اسرائیلی روایات میں اور خود مروجہ توریت میں ان دونوں بزرگوں کے متعلق بعض جھوٹ منسوب کئے گئے تھے۔ تو قرآن کریم نے ان اسرائیلی روایات کی تکذیب میں فرمایا۔ کہ ان لوگوں کی تو طبیعت میں ہی جھوٹ نہیں کیونکہ وہ صدیق اور نبی ہیں۔ اب اگر کسی موجودہ کتاب حدیث میں ان دو عظیم الشان نبیوں کے متعلق وہی اسرائیلی باتیں ہوں جن کے خلاف قرآن کریم فرماتا ہے۔ تو پھر ہم یہی کہینگے۔ کہ ان باتوں کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنا یا ان کا نام حدیث شریف رکھنا درست نہیں۔ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نے ان اسرائیلی روایات کا ذکر بغرض تردید کیا ہو لیکن تردیدی الفاظ راوی حدیث سے رہگئے ہوں۔ جس طرح جناب امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق ہمیں کسی امام کا قول کسی مستند حدیث کے مقابل چھوڑ دینا چاہئے۔ ویسے ہی ان سب باتوں کو جو مروجہ کتب حدیث میں آنحضرتؐ کی طرف منسوب شدہ تو نظر آئیں۔ لیکن وہ کسی قرآنی نص صریحہ کے خلاف ہوں ہمیں حدیث نبویؐ ہی نہ کہنا چاہئے۔ ان حالات میں محفوظ طریق یہی ہے کہ نہ وہ باتیں جو فقہی کتابوں میں ہیں قطعی سمجھی جائیں۔ اور نہ وہ باتیں فیصلہ کن قرار دیجائیں جو مروجہ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان سب پر قرآن کریم کو مقدم رکھا جائے۔ اگر کہیں کسی کو قرآن خاموش نظر آئے تو حدیث کیطرف رجوع کرے۔ اور اگر حدیث میں نہ ہو پھر قیاس اور رائے پر حصر کیا جائے خواہ وہ قیاس سلف میں ہو یا متاخرین کا ہو۔ لیکن فیصلہ کن امر یہی ہونا چاہئے۔ کہ حدیث۔ اجتہاد۔ قیاس ان سب پر حکم قرآن کریم ہو۔ اسکی تائید ذیل کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برأیی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ (ابو داؤد ترمذی)

اس صحیح راستے کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی اختلاف اہل اسلام میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اہل فقہ کے افراط نے اہلحدیث میں تفریط پیدا کر دی۔ اسی قسم کے اہلحدیث کے افراط نے اہل القرآن میں تفریط پیدا کر دی جسطرح آج سے چالیس سال پہلے اہلحدیث کے بعض علما ممبروں پر یا اپنی تحریروں میں ائمہ دین اور اُنکے اجتہاد پر نا ملائم نکتہ چینیاں کرتے اور آوازے کستے نظر آتے تھے۔ اسی طرح بدقسمتی سے آج بعض اہل القرآن کی طرف سے آنحضرت صلعم کے متعلق ظہور ہونا شروع ہو گیا ہے +

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں سب کچھ ہے۔ اگر ہمیں خود نظر نہیں آتا اور وہ حدیث نبوی میں ہے۔ تو ہماری نظر کی کوتاہی ہے جو باتیں نبی کی نگاہ نے قرآن میں دیکھیں اُس حد تک تو کیا اس کے لاکھویں حصہ تک ہماری نگاہ نہیں پہنچ سکتی۔ اور دنیا میں وہی ذات پاک یہ اہلیت رکھتی تھی۔ کیونکہ قرآن کریم کی وحی اسی کے قلب مطاہر پر نازل ہوئی۔ جو لوگ کوچہ الہام سے ناواقف ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ملہم کی تفہیم کہانتک حقیقت تک پہنچ جاتی ہے خود لفظ الہام وحی کے ایک معنے **اشارہ** ہے۔ اشارے کی حقیقت کو اگر کوئی پہنچ سکتا ہے تو ملہم ہی پہنچ سکتا ہے۔ دو آشنا ایک آنکھ کے اشارہ میں ایک لمبی داستان ایکدوسرے کو سمجھا دیتے ہیں تو پھر خدا کا ملہم الہام الٰہی سے کیا کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ اسی کے معنے وحی خفی ہیں۔ لہٰذا اگر نبی کریم نے قرآن کریم میں سے کچھ سمجھا اور اسکی تلقین صحابہؓ کو فرمائی تو وہ بالکل درست تھا۔ آج ہم سے یہ مطالبہ کرنا کہ پانچ نمازیں قرآن کریم میں سے دکھاؤ۔ صلوٰۃ کی ہیئت و شکل کو قرآنی الفاظ میں سے نکالو وغیرہ وغیرہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ قرآن میں ہے۔ اور یہ باتیں قرآنی آیات سے نکل سکتی ہیں۔ البتہ استنباط قرآن ہر ایک کا کام نہیں۔ اس کا بہترین اہل ملہم قرآن کی ہی ذات پاک تھی۔ آج جس طرح ہم قرآن کریم میں سے

اوقات نماز یا ہیئت نماز کو کسی قدر تدبر کے ساتھ نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے نہایت آسانی سے قرآن کریم میں سے ہی سب کچھ نکالا اور وہ سب قابل عمل ہے۔ ہمارا طرز عمل یہ نہ ہونا چاہئے کہ آپ کی زبانی ہوئی باتیں ہم تب ہی مانینگے۔ جب ہمیں قرآن سے مستنبط شدہ نظر آئیں۔ بلکہ ہمیں ہر ایک ایسی بات جو آپ کی طرف منسوب ہو۔ وہ سر آنکھوں پر رکھ لینی چاہئے بشرطیکہ وہ قرآن کریم کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ اسلئے کہ حدیث کا صحت کے ساتھ ہم تک پہنچنا مستند نہیں۔ ان حالات میں مصئون عن الخطا طریق یہی ہے کہ ہم ائمہ دین کے اقوال کو عزّت سے دیکھیں۔ ان کے اجتہاد سے فائدہ اُٹھائیں۔ ہم آنحضرت صلعم کیطرف منسوب کردہ باتوں کو تعظیم اور ادب کے ساتھ دیکھیں۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں قرآن کریم کے خلاف نظر آئیں تو اُن کو چھوڑ دیں۔

اخیر میں مجھے ایک اور امر اہل القرآن کو کہنا ہے کہ وہ اُن تمام باتوں کو عزّت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور ان پر عمل کریں جو بشکل تعمل آنحضرت صلعم کے وقت سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اور اگر ان کی نگاہ میں کوئی بات اُنہیں قرآن کریم میں نظر نہ آئے لیکن نہ تو وہ قرآن کریم کے خلاف ہو اور نہ وہ عامہ اخلاق مسلمہ دنیا کے خلاف نظر آئے تو اُسے ترک کر دینا اور اسکے قائمقام کوئی راہ اپنے لئے آپ تجویز کر لینا صحیح طریق نہیں۔ اگر قرآن کریم میں انہیں کوئی بات نظر نہیں آتی تو ممکن ہے کہ یہ اُن کا اپنا قصور فہم ہے۔ بسا اوقات ایک عالم کی نگاہ قرآن کریم میں وہ باتیں پالیتی ہے۔ کہ جو عامی نگاہ میں نظر نہیں آتیں۔ اسلئے ہر ایک امر جو انہیں قرآن کریم میں نظر نہ آئے اور حدیث میں موجود ہو وہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ قرآن کریم سے اخذ شدہ نہیں۔ ہاں جو قرآن کریم کے خلاف ہو وہ کسی صورت میں قابل تعمیل نہیں۔ ایک سچا اہل قرآن وہ نہیں جو ہر ایک ایسی بات کی مخالفت پر آنکلے جو اُسے خود قرآن میں نظر نہ آئے

بلکہ حقیقی معنوں میں اہل القرآن وہی ہے۔ جو اُن باتوں کو نہ مانے جن کے خلاف قرآن کریم نہیں۔ لیکن باقی اُمور میں وہ دوسروں کے اجتہاد کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ حدیثوں کو چھوڑنا اہل القرآن بلکہ حدیث کو قرآن کریم کے ماتحت ماننا اہل قرآن کی تعریف ہونی چاہیئے۔ اسیطرح اہلحدیث ہونا یہ معنے نہیں رکھتا کہ جو کچھ صحاح ستہ میں ہو اُسے فقہ اور قرآن کریم پر ترجیح دیدی جائے۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور آپکے کلام کے ساتھ سچی غیریت دکھلانا اسی میں ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی آپ کی طرف منسوب کردہ بات کسی صریح نص کے خلاف ہو۔ اُسکی طرف نہ صرف توجہ ہی کی جاوے بلکہ اُسے آنحضرت صلعم کی طرف قطعاً منسوب نہ ہونے دیا جاوے۔ اسی طرح سے اہل فقہ کا طریق عمل ہونا چاہیئے۔ اہل فقہ بننا تو قرآن کریم کی اطاعت کرنا ہے۔ قرآن کریم نے ہی تفقہ کی نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اسکے تو یہ معنے ہیں کہ ہم قرآن کریم کی منشاء کو سامنے رکھکر خود بھی اپنے غور و تدبر سے کام لیں۔ لیکن اہل فقہ ہونا یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ جو کچھ ہمارے ائمہ دین تفقہ فرما گئے۔ وہ اب قطعی ہو چکا ہے۔ اور اسکی غلامانہ تقلید نہ ہو۔ ان کے ارشادات ہماری ہدایات کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اُن کی روشنی میں ہماری قوت تفقہ کو امداد ملنی چاہیئے۔ لیکن یہاں بھی کل اجتہادات کا حَکم خواہ وہ ہمارے ہوں یا متقدمین کے قرآن مجید ہی ہونا چاہیئے +

ہمیں ہر ایک بات میں سب سے اول تفقہ فے القرآن کرنا چاہیے۔ اُسکے بعد حدیث اُسکے بعد قیاس یہی طریق کُل ائمہ کے مقابل زیادہ جناب امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا تھا۔ آپسے بہتر کوئی اہل قرآن ہمیں نظر نہیں آتا۔ اسی طریق کے ہم پیرو ہیں۔ اور ہمیں اپنے حنفی المذہب ہونے پر ناز ہے۔ امام ہمام کا حقیقی پیرو ہی حقیقی معنوں میں اہل قرآن۔ اہلحدیث۔ اہل فقہ ہے۔ اور یہی مسلک اہلسنت و الجماعت کا ہے +

سیاروں میں آبادی اور قرآن

از قلم طیب علی عبدالرسول جبلپوری

ابھی کل کی بات ہے۔ کہ انسان کو اپنے گھر کے سوا سب گھر سنسان نظر آتے تھے یعنے روئے زمین کے حکماء کرۂ ارض کے سوا تمام سیاروں کو غیر آباد سمجھتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ مسئلہ زیر بحث رہا۔ مشاہدات ہوتے رہے۔ اور بالآخر اہل تحقیق نے اسبات کا پتہ لگا ہی لیا۔ کہ کرۂ زمین کی طرح ہر سیارہ آباد ہے۔ خواہ وہ سیارہ آفتاب سے کتنا ہی قریب ہو یا کتنا ہی دور۔ ہاں آفتاب کے قرب یا بعد کے اثر سے مختلف سیاروں میں جو استیلائے حرارت یا برودت ہونا چاہئے۔ اُس کی تعدیل ایک حد تک تو کرۂ ہوائی کی لطافت یا کثافت اور دوسرے خارجی اسباب سے ہو جاتی ہے۔ اور کچھ کچھ تفاوت آبادی کی نوعیت میں ہو جاتا ہے علمائے فلکیات نے اس مسئلہ کو منزل تحقیق تک پہنچا کر جہاں اہل عالم پر احسان عظیم کیا ہے۔ وہاں اُم الکتب کے دعوے لارطب و یابس الا فی کتاب مبین (کوئی تر اور خشک ایسا نہیں کہ کتاب مبین کے اندر نہ ہو) کی تصدیق بھی کی ہے۔ چنانچہ ہم اس مختصر مضمون میں دکھائینگے۔ کہ جس راز کا انکشاف حکما نے ابھی چند برس گذرے کیا ہے۔ الہام الٰہی نے کس وضاحت سے اسکو تیرہ سو برس قبل ہی بیان کر دیا تھا۔ آیات ذیل ملاحظہ ہوں +

(آباد زمینیں متعدد ہیں) اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلھن (سورۂ طلاق) (ترجمہ اللہ وہ جس نے پیدا کئے سات سماوات اور زمینیں بھی اتنی ہی خلق فرمائیں) اس آیت کریمہ میں لفظ ارض غور طلب ہے اہل لغت نے اس لفظ کے متعدد معنے لکھے ہیں۔ جنمیں سے ایک معنے یہ ہیں۔ کلما توضعہ اقدام الارض (ہر وہ چیز جس کو قدم روندیں سے ارض ہے) یا بالفاظ دیگر

ہر وہ کرہ جس پر جاندار آباد ہوں ارض ہے۔ اس معنے کو مدنظر رکھ کر نہ صرف سبابت کا ثبوت ملتا ہے کہ دوسرے کرہ بھی مثل ہماری زمین کے آباد ہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ارضیں بہت سی ہیں +

زمین اور سیاروں میں چلنے والے جانور آباد ہیں

ومن ایاتہ خلق السموات والارض وما بث فیھما من دابۃ ترجمہ (خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنا ہے۔ اور نیز جو چلنے والے جانور اس نے ان دونوں میں پیدا کر کے پھیلائے) اس آیتہ کریمہ میں دو لفظ تشریح طلب ہیں +

اول دابہ کے معنے چلنے والے حیوانات ہیں۔ یعنے وہ حیوانات جو چلتے پھرتے ہیں اڑتے نہیں +

دوم سموات جمع ہے سماء کی۔ یہ لفظ کثیر المعنے ہے کہیں اسکے معنے ابر کے ہیں کہیں اس سے فضائے محیط مراد ہے کسی آیت میں یہ بلندی کے معنے دیتا ہے کہیں اس کا اطلاق اس نیلگوں چیز پر ہوا ہے۔ جو اوپر کی طرف ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ آیت محولہ میں سماء سے کرات یا بالفاظ دیگر جس زمین پر ہم رہتے ہیں اس کے علاوہ دیگر سیارے مراد ہیں +

یہ ظاہر ہے کہ چلنے والے جانور دابہ کرہ خاکی پر ہی آباد ہو سکتے ہیں۔ پس آیت موصوف الصدر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سموات یعنے سیارات میں چلنے والے جانور آباد ہیں +

زمین اور سیاروں میں ذوی العقول آباد ہیں

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون۔ سورہ آل عمران (ترجمہ کیا الدین کے سوا اور دین ڈھونڈھتے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص جو آسمان اور زمین میں ہے۔ چار و ناچار اسکے آگے جھک گیا ہے۔ اور سب اسکی طرف رجوع ہیں) خالق السموات والارض کی عبودیت تمام مخلوقات کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔ تمام ذوالعقول اور

غیر ذوی العقول اس کے تابع فرمان ہیں۔ حتّٰی کہ کنکر سے کنکڑ دہریہ بھی مصیبت کے وقت اسکو یاد کرنے لگتے ہیں +

قرآن مجید میں کئی جگہ نہایت وضاحت اور مختلف اسالیب سے اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ تغابن کا آغاز آیۂ کریمہ یسبح للّٰہ ما فی السموٰت وما فی الارض (جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے) سے ہوا ہے اس آیت میں بخلاف آیت موصوفۃ الصدر کے ضمیر ما وارد ہوئی ہے جو ذی روح اور غیر ذی روح سب کے لئے آتی ہے۔ آیۂ زیر بحث میں بھی اس حقیقت کا اعادہ کیا گیا ہے لیکن ضمیر من وارد ہوئی ہے۔ یہ ضمیر ذوی العقول کے واسطے مخصوص ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیارات میں غیر ذوی العقول ہی نہیں بلکہ ذوی العقول بھی آباد ہیں +

ہر شئے سربسجود ہے اور سیاروں میں ذوی العقول یعنی انسان آباد ہیں الم تر ان اللّٰہ یسجد لہٗ من فی السموٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس (ترجمہ۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں رہنے والے آفتاب اور ماہتاب ستارے اور پہاڑ درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی) اس آیۂ کریمہ میں بھی اس ہی حقیقت کا اعادہ ہے جو اوپر کی آیت میں بیان ہو چکی ہے اسمیں ضمیر من وارد ہونے کے علاوہ بالخصوص آدمیوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سیاروں میں انسان بھی آباد ہیں +

دوسرے سیاروں میں جن اور اس زمین پر انسان آباد ہیں یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطٰن سورۂ رحمٰن (ترجمہ۔ اے جنّ و انسان کے گروہ اگر تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکلکر بھاگ سکو تو نکل بھاگو۔ تم نہیں نکل سکتے مگر ساتھ غلبہ کے) یہ آیت کافی طور پر شہادت دے رہی ہے۔ کہ سموٰات اور ارض میں جن اور انسان آباد ہیں۔ اگر لف ونشر مرتب کے قاعدہ سے اس آیت کو دیکھا جاوے۔ تو یہ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ آسمانوں میں جن اور زمین میں انسان آباد ہیں

اور دونو گروہ زمین اور آسمانوں سے قطروں کے بغیر کسی غلبہ کے نہیں نکل سکتے۔ غلبہ سے مراد کشش ثقل پر غالب آنا ہے۔ واضح ہو کہ یہ کشش ثقل ہر سیارہ کی وہ قوت ہے۔ جو ہر ایک چیز کو سیارہ سے علیحدہ ہونے سے مزاحم ہے +

آیت بالا کے علاوہ قرآن مجید کی اور متعدد آیات اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں لیکن ہم مضمون کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ اور جو کچھ اوپر بیان کر چکے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگر زمانہ نے مساعدت کی تو ہم وقتاً فوقتاً قارئین کرام کو دکھلاتے رہینگے۔ کہ وہ تمام مسائل جن کا انکشاف سائنس کیلئے مایۂ ناز ہے۔ اور لاتعداد ایسے مسائل جن تک ابھی سائنس کا ہاتھ نہیں پہنچا قرآن مجید نے ایک امی کی زبان سے آشکارا کر دیئے ہیں وما توفیقی الا باللہ +

عمل و ایمان

(از قلم جناب عبد الخالق صاحب بی۔ اے بوہرہ مشنری حال مقیم مسجد ووکنگ انگلستان)

ان الذین امنو والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

ترجمہ۔ تحقیق جو مومن ہیں۔ اور جو یہودی۔ نصاریٰ اور صابی ہیں۔ جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور عمل صالح کیئے۔ اللہ تعالیٰ کی جناب سے انہیں اجر ہے۔ نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔ سورۂ بقرہ (۵۹) +

یہ آیت جس طرح رب العالمین کی طرف سے آئے ہوئے مذہب کے صحیح خط و خال کو تعین کرتی ہے۔ اسی طرح بعض طبقوں میں بعض مشکلات کو بھی پیدا کر دیتی ہے۔ یہ مقدس الفاظ سورۂ بقرہ کے ان رکوعوں میں نظر آتے ہیں جہاں اسرائیلیوں کا ذکر ہے جنہیں یہ ناز تھا کہ وہ خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہیں سے ہیں۔ وہ ابناء اللہ ہیں۔

انہیں دنیا پر خدا نے فضیلت دی ہے۔ اسلئے وہ بہت سی باتوں سے مستغنی ہو چکے ہیں قرآن کریم نے جہاں آیت بالا کو رکھا ہے اس سے پہلے کتاب حمید ان خاص مصلحتوں کا ذکر کرتی ہے جو اسرائیلیوں کے لئے خاص تھے۔ مثلاً جنگل میں جہاں کھانے کو کوئی چیز میسر نہ تھی۔ وہاں من سلویٰ کا آنا بیابان میں جہاں پانی نام کو نہ تھا وہاں ایک عصا کی ضرب پر چشموں کا جاری ہو جانا۔ یہ وہ باتیں تھیں جو اسرائیلی تفاخر و غرور کیلئے کافی تھیں۔ لیکن ان تذکرات کے ساتھ ہی قرآن حمید ان آیات کو پیش کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی نجات و فلاح کسی مذہب و ملت میں پیدا ہو جانے سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ اور اگر اسرائیلیوں کو کسی قسم کا خیال ہو تو وہ سمجھ لیں۔ کہ یہ بات غلط ہے۔ ان کے اعمال تو ناجیوں کے سے نہیں۔ نجات کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا ہے۔ وہ مسلم ہو یا ہندو عیسائی ہو یا یہودی کیسے باشد۔ جو بھی اللہ اور یوم آخر پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے۔ وہ بہشتی نعماء کا یہاں اور آیندہ بھی مالک ہو جائیگا۔ اس آیت نے یہ بھی فیصلہ کر دیا۔ کہ ایمان اپنے مشہورہ مفہوم میں بذاتہ کوئی چیز نہیں ایمانیات اور عمل دونوں ضروری چیزیں ہیں +

اعتراض یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسی حالت میں رسالت پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ بالفاظ دیگر حلقہ بگوش اسلام ہونا کیوں ایک ضروری بات قرار دی گئی ہے۔ کیوں نہ ایک غیر مسلم اسلام قبول کرنے کی بجائے اللہ اور یوم آخر پر ایمان لے آئے اور اسکے بعد عمل صالح کر کے نجات اُخروی کا مستحق ہو جائے۔ جیسے کہ آیت بظاہر اشارہ کرتی ہے۔ اس کے بالمقابل ایک دوسری غلطی کے مرتکب بعض ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اعمال حسنہ کی موجودگی میں کیوں فلاں ایمانیات کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف بعض مسلمانوں کا یہ خیال کہ ایمان ہی ایک حقیقی چیز ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے عملوں کی کیا ضرورت ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ اگر ایمان نہیں تو عمل سب اکارت ہو جاتے ہیں +

یہ سب باتیں حقیقت مذہب کو صحیح طور پر نہ سمجھنے سے پیدا ہوگئی ہیں۔ قرآن کریم نے اس آیت کو پیش کر کے حقیقت مذہب کو منکشف کر دیا۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ایمان و عمل کا رشتہ ایک طرح جسم و جان کا رشتہ ہے ایمان ہی کل اعمال کا سرچشمہ ہے۔ ایمان اگر ایک درخت ہے۔ تو عمل اس کیلئے پانی ہے۔ اگر ایک درخت آبیاری کے سوا نہ بڑھ سکتا ہے نہ بارآور ہو سکتا ہے۔ تو ایمان بھی عمل کے سوا زندہ نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو نہایت ہی واضح طور پر بیان کیا ہے۔ جہاں ایمان کا ذکر آیا۔ وہاں بطور جزو لاینجزہ ایمان کا ذکر کیا۔ پھر ساتھ ہی ایمان و عمل کے عوضہ میں جنّٰت تجری من تحتہا الانھار کا ذکر کر کے یہ امر ظاہر کیا۔ کہ ایمان کا تعلق عمل سے ایسا ہی ہے جیسے کسی درخت کا تعلق ایک ایسے امر سے ہو جو اس کے پاؤں تلے رواں ہے۔

جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔ ہر عمل کا سرچشمہ ایمان ہوتا ہے۔ ہم جو بھی کام کرتے ہیں وہ اسی یقین سے کرتے ہیں کہ یہ کام فلاں فلاں نتائج مرتب کریگا یہی ایمان ہماری ہر عملی حرکت کا موجب ہوتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ایمان اگر ایک مخفی چیز ہے تو اسکی ظاہر شکل کا نام عمل ہے۔ انسان میں ہزارہا قسم کے جوہر طرح طرح کی استعدادیں موجود ہیں۔ ان کے ظہور پر ہی تکمیل نفس کا حصر ہے۔ ان کا ظہور در اصل ان استعدادوں کی ایک عملی صورت ہوتا ہے۔ ایمان اور عمل کوئی دو چیزیں نہیں۔ ایک ہی چیز کی دو کیفیات ہیں۔ باطن میں جسے ایمان کہتے ہیں۔ ظاہر میں اس کا نام عمل ہے۔ اس حقیقت کو جس طرح حضرت ختمیت مآب نے مبرہن کر دیا۔ اسکی نظیر کہیں اور نہیں ملتی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ ستر سے کچھ اوپر ایمان کے مختلف شعبے ہیں۔ پھر آپؐ نے ان میں سے بعض کو الگ الگ کر کے بھی گنا۔ مثلاً فرمایا۔ کہ حیا ایمان میں سے ہے۔ حب وطن ایمان میں سے ہے۔ راستہ میں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا ایک ایمان کا شعبہ ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ ایمان

کا سب سے بڑا شعبہ لا الہ الا اللہ کو ماننا ہے خیمیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مقدس الفاظ کو غور کرنے سے ایمان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ مثلاً الحیاء من الایمان پر غور کر لیا جاوے۔ حیا کوئی ذہنی کیفیت نہیں یہ تو ایک عمل کا نام ہے۔ اسی طرح حب الوطن اگر ایک ایمانی شاخ ہے۔ تو یہ بھی کسی عملی کیفیت کا نام ہے۔ راستوں سے کانٹے اٹھانا بھی ایک عمل ہے۔ اور ان باتوں کا نام ایمان رکھا جاتا ہے +

قرآن کریم نے بھی ایک جگہ اسلام و ایمان میں فرق کر کے اس حقیقت کو ظاہر کر دیا۔ اعرابیوں کے متعلق فرمایا۔ کہ تم ابھی اپنے آپ کو مومن مت کہو ہاں تم مسلم ہو کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دل کے اندر اترا۔ بات یہ ہے کہ ہمارا ہر فعل ایک نہ ایک قلبی تحریک کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اور قلبی تحریک ہمارے ایمان و یقین سے وابستہ ہوتی ہے۔ ہم باتیں سنتے ہیں انہیں مان بھی لیتے ہیں لیکن ان باتوں کی صداقت جب ہمارے دل میں اتر جاتی ہے۔ تو ہماری حرکات و سکنات مختلفہ کا موجب ہو جاتی ہیں۔ کسی بات کے دل میں اترنے کا ثبوت یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم اسباب پر عامل ہو جاتے ہیں۔ کسی بات کا مان لینا کچھ اور چیز ہے۔ لیکن اسے ماننے کے مطابق اگر ہمارے اعمال شروع ہو جائیں تو گویا وہ بات ہمارے دل میں اتر جاتی ہے۔ کسی بات کے ماننے کا نام تو اسلام ہے۔ لیکن اس کے دل میں اترنے کا نام ایمان ہے اور جس کا ثبوت عمل ہے۔ امور ملیہ کو چھوڑ دو۔ انسان کی زندگی کی ہر شاخ و شعبہ پر یہی اصول حاوی ہے۔ ہمارا چلنا۔ پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا ہمارے حرکات و سکنات الغرض ہمارا ہر فعل ایک نہ ایک قسم کے ایمان سے ہی وابستہ ہے ہمارا پانی پینا اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ ہم پانی میں پیاس بجھانے کی خاصیت پر ایمان رکھتے ہیں +

اسلامی ایمانیات کو اگر دیکھا جاوے تو ہمیں ہمیں کوئی چیز بھی ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ جس کا عمل سے تعلق نہ ہو۔ اگر ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں تو اسلئے نہیں

کہ کوئی بالاتر ہستی موجود ہے۔ اور انکے ماننے سے ہم فلاح پا لیتے ہیں۔ ایسی برتر ہستی کو تو ہر باطل مذہب بھی مانتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ماننے سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ بالاتر ہستی کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکمران ہے۔ اور وہ خاص قوانین کے ماتحت دُنیا کو چلا رہی ہے۔ وہ قانون دراصل اُسکی منشاء رضی کا نام ہے۔ اسی منشاء و مرضی کے مطابق اپنے آپ کو چلانا ہی انسان کی فلاح کا موجب ہو سکتا ہے یا بالفاظ دیگر ہمنے اپنے اعمال کو رضاء الٰہی کے مطابق کرنا ہے۔ اسی عمل کا نام فی الواقع خدا کو ماننا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن کریم نے ایک لطیف پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کو مانتے ہو تو اپنے نفس سرکش کی بہتری کیلئے مانتے ہو۔ ورنہ خدا کو ہمارے ماننے کی احتیاج نہیں۔ ہمارے نفوس کی تکمیل کسی نہ کسی فعل سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور وہ فعل اگر خالق نفس کی منشا کے مطابق ہو تو مطلوبہ تکمیل یقینی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اللہ کو ماننا گویا ہمارے اپنے نفس کے فائدے کیلئے ہے۔ اسی طرح اگر ہم یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں۔ تو اس سے یہ مُراد نہیں کہ اسی زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی ہے اور ہمارا اس پر خالی ایمان رکھنا مفید ہے۔ بلکہ یوم آخر پر ایمان رکھنے سے مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد ایک زندگی ہے۔ جس کا اٹھان ہماری اُس زندگی کے اعمال کے مطابق ہو گا۔ ہمارے یہاں کے عمل وہاں کی خوشحالی اور بدحالی پر اثر کرینگے۔ دوسرے معنوں میں ہمارے اعمال حاضرہ کی ایک مستقبل شکل کا نام یوم آخر ہے۔ لہٰذا وہی شخص یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے جو اس ایمان کو عمل کی شکل دیدیتا ہے۔ اسی طرح رسالت پر ایمان رکھنے سے یہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم فلاں فلاں بزرگ کو خدا کا رسُول جانتے ہیں رسالت کا مقصد تو ان صداقتوں کو خدا کی طرف سے انسان تک پہنچانے کا نام ہے جس کے مطابق ہم نے اپنی زندگی کو بسر کرنا ہے۔ ہماری زندگی کا اچھا یا بُرا ہونا یا ہمیں کامیاب یا ناکام ہونا ہمارے اعمال سے ہی تعلق رکھتا ہے

خدا کا ایک رسُول ہمیں آکر اطلاع دیتا ہے ۔ کہ ان اصُولوں پر چلکر ہم کامیاب ہونگے ۔ اور فلاں فلاں فعل سے ہم خائب و خاسر ہوجائیں گے ۔ رسول کی ان باتوں کو خدا کی طرف سے تسلیم کرلیا تو اسلام ہے ۔ لیکن اُن باتوں پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے ۔ ہم اس رسُول پر تو ہی ایمان لاتے ہیں ۔ جب ہم اس کی تعلیم کو منجانب اللہ مان کر اس پر عمل کرتے ہیں ۔ اسی طرح باقی ایمانیات کا حال ہے ۔ کوئی شخص کسی بات کے مان لینے پر صاحب ایمان نہیں کہلا سکتا ۔ مومن وہی ہے ۔ جو اپنے ماننے کا ثبوت اپنے عمل سے دے ۔ کوئی شخص کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھے اگر وہ کسی صداقت منجانب اللہ پر عامل ہے ۔ تو اس حد تک وہ خدا کا مومن ہے اسی حد تک وہ مسلم ہے ۔ اسی حد تک وہ کسی خدا کے رسول کا مصدق ہے ۔

جب ایمانیات میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا براہ راست تعلق ایمان سے نہ ہو تو کسی واعظِ عمل کے وعظ پر یہ کہدینا کہ میں وہی عمل کرتا ہوں جو بالفرض قرآن کریم نے تعلیم کئے ۔ لیکن میں قرآن کریم کو منجانب اللہ نہیں مانتا یا میں آنحضرت صلعم کی رسالت پر ایمان لانا نہیں چاہتا ۔ یہ دراصل اپنے عمل کی تردید کرتا ہے ۔ اور ایک قسم کے کذب کا مرتکب ہوتا ہے ۔ دراصل ایسا شخص من وجہٍ قرآن پر ایمان رکھتا ہے ۔ اس نے الہام شدہ باتوں کو دستور العمل بنا کر اُن باتوں کے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگادی ۔ ہاں وہ ایمانیات کے ایک بھاری شعبے سے الگ ہو گیا ۔ نفس کشی کی تکمیل تمام اخلاق فاضلہ کی موجودگی کو چاہتی ہے ۔ انہیں سے ہماری خلق شکر گذاری ہے ۔ جو شخص آنحضرت صلعم کی رسالت سے فائدہ اٹھائے اور اس رسالت کی تصدیق نہ کرے ۔ وہ اس خلق فاضلہ سے جس کا نام شکر ہے محروم ہے وہ کافر نعمت ہے ۔ اس کے ایمان میں نقص ہے اسی حصہ تک وہ کافر ہے ۔ عدم شکر گذاری بیسیوں قسم کے اعمال حسنہ سے انسان کو محروم کر دیتی ہے ۔ اب اگر یہ بات ایک صداقت حقہ ہے ۔ تو کسی کا یہ کہدینا کہ میں فلاں شخص کی رسالت پر تو ایمان نہیں لاتا ۔ لیکن اسکے پیغام پر عمل کرتا ہوں ۔ یہ ایک قسم

کا دھوکا ہے جسمیں وہ اپنے آپ کو ڈالتا ہے۔ اگر اعمال حسنہ اخلاق فاضلہ کی کی عملی شکل کا نام ہے۔ اور اگر حمد و شکر بھی اخلاق فاضلہ میں سے ہو تو وہ اس بھاری خلق سے محروم ہے۔ اسلئے یہ کہنا ہی غلط ہے۔ کہ ایک انسان عمل ایمان میں تمیز کر سکتا ہے۔ یا وہ ایمان تو نہیں رکھتا پر عمل سارے کرتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی شخص عمل پر زور دیتا ہے۔ اس کا ایسا کرنا ہی ایمان پر زور دیتا ہوتا ہے۔ بیشک ہم اپنی زندگی کا مطالعہ کریں۔ صبح سے شام تک ہم بیسیوں باتیں کرتے ہیں لیکن ہمارا کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ فعل ایسا نہ ہوگا۔ جسمیں یہ ایمان مضمر نہ ہو کہ ہمارا وہ فعل فلاں نتیجہ پیدا کرے گا +

اب اگر ایک کامیاب زندگی سے ہی ہم فلاح پا سکتے ہیں۔ اور ولا خوفٌ علیھم ولاھم یحزنون کے مصداق بن سکتے ہیں۔ اور وہ کامیاب زندگی ہمارے بعض اعمال پر منحصر ہے۔ اور وہ اعمال ہمارے کسی خاص ایمان سے وابستہ ہے۔ تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ایمان ایک غیر ضروری چیز ہے۔ بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے۔ کہ قرآن کریم کے احکام پر چلنے سے کامیاب زندگی حاصل ہوسکتی ہے۔ تو پھر احکام قرآنی پر چلنا ہی ان احکام کو منجانب اللہ ماننا ہے اب اگر وہ احکام دنیا تک آنحضرت صلعم کے ذریعہ آئے تو لامحالہ ہمنے اپنے عمل سے آنحضرت صلعم کی رسالت پر مہر کردی۔ سوال صرف یہ ہے۔ کہ کیا انسان کیلئے کسی بالاتر ہستی پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر کائنات کے ذرے ذرے پر خدا کی حکومت ہے۔ اور وہ حکومت قانون آلہیہ کے ذریعہ نفاذ پاتی ہے۔ اور اُن قوانین پر چلنا ہی زندگی میں کامیابی کو حاصل کرنا ہے۔ اور ہم طوعاً و کرہاً ان قوانین پر چلنے کیلئے مجبور ہیں۔ تو پھر ہم نے ان قوانین کی اطاعت سے خدا کی اطاعت کو قبول کرلیا۔ اور اگر وہ قوانین کسی کتاب میں ہیں۔ تو ہم نے اس کتاب کو مان لیا۔ اور اگر وہ کتاب کسی فرد کی رسالت سے ملے آئی تو ہم نے اسے رسول قبول کرلیا +

مذاہب قبلیہ سب کے سب خدا کی طرف سے تھے۔ اُن کے مُعلّم سب کے سب خدا کی طرف سے تھے۔ اُس مذہب کا نام مذہب یہودیت ہو۔ یا مذہب نصرانیت ہو اس کے ماننے والے صابی کہلائیں یا زرتشتی ایک نہ ایک وقت گذشتہ زمانے میں ان کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی خدا کی کتاب تھی۔ وہ اس وقت تحریف تبدیل سے پاک تھی۔ وہ ان تمام قوانین کو اپنے اندر رکھتی تھی۔ جو فلاح انسان کیلئے ضروری تھی۔ وہ سب کے سب اس پر عامل ہو کر ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے مصداق تھے۔ وہ خدا کی رضا کو حاصل کر چکے تھے۔ داخل جنت سے تھے لیکن جب ختمیت مآب کا وقت آیا۔ تو کتب سابقہ میں سے بعض مفقود تھیں بعض محرّف و مبدّل تھیں۔ خدا کی طرف سے آخری کتاب آئی۔ اسمیں اور امور ضروریہ کے علاوہ وہ ساری کی ساری باتیں جمع کر دیگئیں (صحفہ مطہرۃ فیھا کتب قیمۃ) جو کتب سابقہ میں تعلیم کر دی گئی تھیں۔ اس کتاب آخری سے مخاطب یہود۔ نصاریٰ۔ صابی اور ایسا ہی اور سابقہ مذاہب کے ماننے والی قومیں تھیں۔ جنہیں سے ہر ایک کو یہی زعم فاسد تھا۔ کہ ہمارا اپنی اپنی کتاب یا مذہب سے وابستہ ہونا ہی ہماری نجات و فلاح کا موجب ہے۔ اور وہ سب کے سب یہی خیال کرتے تھے۔ کہ ہم ہی خدا کی قوم ہیں۔ اور دوسرے نہیں۔ حالانکہ جہاں یہ بات سچ تھی۔ وہاں یہ بات بھی انکی تہ میں تھی۔ کہ اصل فلاح تو ایمان و عمل سے وابستہ ہے۔ اور ان کی کتابیں ایمان و عمل کی تلقین کرنے آئی تھیں۔ والّا ایک یہودی۔ ایک نصرانی۔ ایک صابی بھی فلاح یافتہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ صاحب ایمان و عمل ہو۔ لیکن اس کا صاحب ایمان و عمل ہونا تو اس ایمان و عمل کو چاہتا ہے۔ جس کی تعلیم ان کی اپنی اپنی کتاب میں تھی۔ اب اگر ان کی کتابیں اپنی اصل شکل و صورت میں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ تو اس پر عمل کر کے فلاح پائیں گے۔ مگر وہ کہاں ہیں۔ وہ تو نزول قرآن کے وقت مسلمۃً اپنی اپنی اصلی شکل کھو بیٹھی تھیں۔ لہٰذا مطلوبہ ایمان و

عمل کیلئے انہیں آخری پیغام رسالت کی طرف دیکھنا ہوگا۔ قرآن کریم نے کس خوبصورتی سے ان تنازعات کو مٹایا جو ہمیشہ سے مختلف مذاہب میں چلا آیا ہے یہودی کہتے تھے عیسویت لاشے ہے (قالت الیھود لیست النصاریٰ علے شئ) بالمقابل عیسائی کہتے تھے کہ یہودی کوئی حقیقت نہیں رکھتے اسی طرح صابی ہندو۔ زرتشتی سب کے سب یہی بات سناتے تھے۔ اور اب بھی سناتے ہیں۔ وہ ایسا کہنے کی ایک وجہ بھی رکھتے تھے۔ وہ جس مذہب سے وابستہ تھے وہ خدا کا مذہب تھا۔ ہاں وہ اس حقیقت سے ناآشنا تھے۔ کہ دوسروں کے مذہب بھی خدا کی طرف سے تھے۔ قرآن کریم جیسی کتاب جو کل قوموں کے لئے آئی۔ اس نے اس تنازعہ کا بھی فیصلہ کر دیا۔ اور اس نے صحیح فیصلہ کیا کہ نجات تو ایمان وعمل سے وابستہ ہے نہ کسی مذہب کے نام لیوا ہونے سے اور ایمان کی تلقین کسی وقت سب کو کی گئی۔ اب بھی ایمان وعمل ہی نجات کا موجب ہے۔ اسی مطلوبہ ایمان وعمل کو تلاش کرو۔ وہ کتب سابقہ کی موجودہ شکل میں نہ ملیگا تمہیں ایمان وعمل کی صحیح تعلیم جہاں سے ملے تم اس پر چلکر فلاح پالو۔ لیکن یاد رکھو کہ وہ صرف قرآن حمید میں ہے۔ اسے لیلو فلاح پالو۔ لیکن اس کا قرآن حمید سے لینا ہی حضرت خاتم النبیین کی رسالت پر ایمان لانا ہے +

تصحیح

رسالہ اشاعت اسلام جلد ۱۱ نمبر ۴ میں صفحہ ۱۵۹ پر جو صاحب عزّ وشرف حضرت سیدنا محمد طاہر سیف الدین صاحب کی نسبت لفظ امام استعمال کیا گیا ہے۔ اسکی جگہ احباب ”داعی الی الاسلام“ کی تصحیح فرمالیں +

خادم۔ مترجم

نئی سعید روحیں

خواجہ نذیر احمد صاحب کے تازہ خط آمدہ ووکنگ سے چند اصحاب وخواتین کے مشرف باسلام ہونے کی خبر آئی ہے۔ جن کے نامی گرامی نام حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	انگریزی نام	اسلامی نام
۱	مسٹر ایڈورڈ کیلینر " " " "	عبد الکریم
۲	مسز ایلز بتھ آمات " " "	عائشہ
۳	مسز گوتڈ وی۔ الیف ڈمے " " "	خدیجہ
۴	مس مارگریٹ اونہ ڈالیسین " " "	رشین
۵	مسٹر رچرڈ مویٹ " " "	عبد الرحیم
۶	دی آنریبل ڈاکٹر جون ہربرٹ سٹنلے	عبد الحمید

انمیں مسٹر رچرڈ مویٹ ایک بڑی بھاری آسٹریلین فرم کے مینجنگ ڈائرکٹر ہیں اور آنریبل ڈاکٹر سٹنلے۔ لارڈ سٹنلے مرحوم کے پوتے ہیں اس وقت آسٹریلیا میں پریکٹس کرتے ہیں۔ اور انگلستان میں بطور سیر آئے تھے۔ جن کے متعلق اور حالات ذیل میں درج ہیں:۔

دی آنریبل ڈاکٹر جون ہربرٹ سٹنلے

نبیرۂ لارڈ سٹنلے مرحوم

آخر لارڈ سٹنلے کی بہشتی روح نے اپنا جذب دکھلایا اور اُنکی اولاد میں سے ایک گوہر درخشندہ نے ان کے جنت نشان قدموں پر قدم رکھا۔ آج

چالیس سال کے قریب عرصہ ہوتا ہے۔ جب لارڈ موصوف مشرف بہ اسلام ہوئے
آپ صاحب صوم وصلوٰۃ و تہجد خوان بزرگ تھے۔ البتہ اس زمانہ کے حالات اور
آپ کے مصالح نے اجازت نہ دی۔ کہ آپ اپنے ایمان کا اعلان فرماتے۔ آپ باقاعدہ
ہر جمعہ کو لورپول جاتے اور نماز جمعہ میں وہاں شریک ہوتے۔ گو عام لوگ اُن سے
واقف نہ تھے۔ آپ نے ایک وصیت اپنے تجہیز و تکفین کے متعلق لکھی
جو آپ کی وفات پر پڑھی گئی۔ اس سے دُنیا انگلستان کو آپ کے اسلام
کا علم ہوا۔ آپ کی زندگی کا ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ ہے۔ آپ کے
ہاں ایک ترک مہمان ہوا۔ جسے آپ کے معتقدات کا علم تھا۔ اور رات بارہ سے
زیادہ گذر چکی تھی۔ جب معزز مہمان کو اس مکان میں سے کسی کے درد کے
لہجے میں تلاوت قرآن کرنے کی آواز سنائی دی۔ کچھ دیر تو اس نے انتظار
کیا۔ لیکن آخر نہ رہ سکا۔ آخر اس نے اپنا بستر چھوڑا۔ اور اس آواز کی طرف
قدم اُٹھائے۔ جس کمرہ سے تلاوت قرآن کی آواز آرہی تھی۔ اس کے دروازہ پر
دستک دی۔ ترک موصوف کی حیرت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جب انہوں نے
خود لارڈ موصوف کو دروازہ کھولتے دیکھا۔ لارڈ موصوف کے مبتسمانہ سلام علیکم
کہنے نے آنکھوں آنکھوں میں کُل معمہ کو کھول دیا۔ لارڈ موصوف اس وقت
تہجد میں مصروف تھے۔ اور قرآن شریف کی نماز میں تلاوت فرما رہے تھے۔

اس خاندان کی طرف ہماری ہمیشہ نگاہ رہی۔ آخر وہ دن بھی آگیا کہ آپ
کی صلبی اولاد نے اپنے جدامجد کے نقش قدم پر قدم رکھا۔ آج آنریبل ڈاکٹر سٹینلے
مشرف باسلام ہوتے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے طبی ڈگریاں حاصل کئے ہوئے ہیں
آپ نے اپنے پرکٹس کیلئے آسٹریلیا کو پسند کیا۔ اور وہیں بود باش اختیار کی۔
اسلامک ریویو کے ذریعہ ان کا تعارف ہمارے مشن سے ہوا۔ اور اب جو انگلستان میں آئے
تو انہوں نے مسجد ووکنگ کی زیارت کو ضروری سمجھا۔ رگوں میں تو پہلے ہی اسلامی
خون جوش زن تھا۔ پھر کیا تھا۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کی چند ملاقاتوں نے ورثہ اسلام

کو حق بحقدار رسید کر دیا۔ آنریبل ڈاکٹر صاحب خواجہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام لائے فالحمد للہ علیٰ اللہ ذالک ہمیں امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام آپ کی شبیہ بھی عنقریب اصحاب میں دیکھیں گے +

مواعظات جزا سزا

موسوم بہ امور بزرگوار

اس عنوان تلے ایک انگلستانی رسالہ میں ایک دلچسپ خط و کتابت الفاروق لارڈ ہیڈلے بالقابہ اور ایک اسی رسالہ کے نامہ نگار میں جس نے اپنے لئے اخباری نام وہیڈر تجویز کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب لارڈ موصوف نے تاج البانیہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو انہوں نے اپنے انکار کی ایک بھاری وجہ یہ بھی اخبارات میں لکھی کہ اشاعت اسلام اور اسکی جو ضرورت اسوقت انگلستان کو ہے۔ اُن کا قیام انگلستان کو چاہتا ہے۔ اسلئے بھی وہ تخت البانیہ قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اسی امر پر وہیڈر مذکور نے ایک تحریر اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہوئے چھاپی۔ اس کی خبر کا خلاصہ تو اسی قدر ہے۔ کہ اولاً وہ اسلام کے خدمات دربارہ انہدام اصنام پرستی و اشاعت توحید کو قبول کرتا ہے۔ اور پھر اس امر کو بھی قبول کرتا ہے۔ کہ اگر اس زمانہ میں اسلام انگلستان سے مادیت پرستی کو دور کر دے۔ تو اسلام بہت سی خدمت مذہب کر دیگا۔ اس کے بعد وہی معمولی اعتراضات وہ اسلام پر کرتا ہے جسمیں خاص کر کثرت الازدواجی۔ اور آنحضرت صلعم کے زیادہ بیویاں کرنے کا ذکر ہے۔ ان باتوں پر ہم لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ اسلئے ان باتوں کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور لارڈ صاحب بالقابہ کے جواب کا ترجمہ ہم ذیل میں دیتے ہیں:۔

بخدمت ایڈیٹر صاحب۔ انورلش کوریر

جناب من! آپ کے ۲۔ اپریل کے پرچہ میں آپ کا ایک نامہ نگار بنام نہاد وٹیور بعنوان "مواعظ سادہ" ایک مضمون لکھتا ہے۔ جسمیں وہ بعض میرے اُن خیالات پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جو میں نے اسلام کے متعلق ظاہر کیئے۔ اس مضمون کی بعض باتیں میری دلچسپی کا موجب ہیں۔ کم از کم انہوں نے یہ تو تسلیم کرلیا۔ کہ اسلام نے بت پرستی کی ہر شکل کی مخالفت کی۔ اور اُسے دُنیا سے مٹا دیا۔ آج دہریت کا زور ہے۔ اور ان مدارس میں اس کا غلبہ ہے۔ جہاں مذہبی تعلیم نہیں ہوتی۔ یہ دہریت آپکے نامہ نگار کو ایک چھوٹا سا چشمہ نظر آئے۔ لیکن میرے نزدیک یہ وہ زہریلہ چشمہ ہے۔ جو قطعاً بند ہونا چاہئے

آپ کے نامہ نگار نے یہ بھی غلط طور پر سمجھا ہے۔ کہ قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کے نام پر ایک بے شکوہ اتبس عرب کی تصویر کھینچ دی ہو۔ ہمنے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو رب العالمین۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن رحیم دیکھا ہے اور قرآن کریم نے تو اللہ تعالےٰ کی اُن محامد اور صفات کا ذکر کیا ہے جسکا ادراک ہمارے ناقص حواس سے بیرون ہے۔ یہ باتیں تو عرب چھوڑ کسی مُلک وقوم کے رئیس یا بڑے آدمی میں نظر نہیں آسکتیں۔ چنانچہ نماز میں جو الفاظ بشکل سورۂ فاتحہ ہم پڑھا کرتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

الحمد للہ رب العٰلمین ۝ الرحمٰن الرحیم ۝ مالک یوم الدین ۝ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۝ اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم ۝ غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین ۝ اٰمین

نماز میں پڑھنے کے لئے اس سے بہتر اور اس سے زیادہ خوبصورت الفاظ انسانی تصوّر میں نہیں آسکتے۔ ان میں ایک لفظ بھی فالتو یا بے مطلب نہیں۔ کامل رنگ میں شکریہ کا اظہار اپنے قوےٰ کو صحیح راستے پر استعمال کرنے کی خواہش اُن کیلئے احتیاج ہدایت کا اظہار اور اس کے لئے دُعا اور

کیا انسان چاہتا ہے +

میں اب بھی کہتا ہوں اور اطمینان سے کہتا ہوں کہ عیسائیت کے مُروجہ عقائد سے اگر بیہودہ اور زہریلے عقاید کو الگ کر دیا جائے تو باقی اسلام کی ایک شکل رہ جاتی ہے۔ دونوں مذاہب کے بنیاد ایمان باللہ اور ہمسائے کے حقوق کی رعایت ہے۔ لیکن مروجہ مسیحیت تو الوہیت مسیح۔ تثلیث۔ کفارہ اور عشاء ربانی وغیرہ کی نہ صرف تعلیم ہی دیتی ہے۔ بلکہ ان کے نہ ماننے کو بھی گناہ کبیرہ ٹھیراتی ہے۔ یعنے جس طرح ایک قاتل مستوجب عقوبت ٹھیرتا ہے ویسے ہی وہ شخص بھی قابل ہلاکت سمجھا جاتا ہے جو مسیح کو خدا نہ مانے یا اُن کے نام بپتسمہ نہ پائے۔ میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ عیسائیت کا ایسے اشخاص پر فتوے لعنت و ہلاکت وارد کرنا ایک وحشیانہ اور ظالمانہ فعل ہے۔ جو ان عقاید کے سمجھنے کے ہی ناقابل ہو۔ جو عیسائیت میں موجود ہیں۔ اور جنہیں سنہ ۹۶ء اور سنہ ۱۸۵ء کے درمیان بعض راہبوں نے تعلیم کیا (مسیحیت کا) غضبناک خدا اس بات کا منتظر ہے۔ کہ جونہی ہم مریں وہ ہمیں پکڑے اور جہنم رسید کرے۔ اور یہ صرف اسلئے کہ بیدا ثناءً ہم بعض باتیں معلمہ مسیحیت نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً معتقدات اتھانوسیئین میں ہم ذیل کی باتیں پاتے ہیں۔ نجات کیلئے ضروری ہے۔ کہ سب باتوں سے مقدم انسان کا عقیدہ کیتھلک عقیدہ ہو جس عقیدہ کو تمام و کمال وہ مانے اور اگر نہ مانے تو ہمیشہ کی جہنم اور ہلاکت کا مستوجب ہو...... نجات وہی پائیگا جو تثلیث پر ایمان لائیگا وغیرہ وغیرہ۔ یہ الفاظ بالکل صاف اور صریح ہیں۔ اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب تک وہ ان تمام باتوں کو جو پُر از تضاد ہیں نہ مانے اس کا کیا حشر ہوگا۔ ایام وسطے میں ان باتوں پر ایمان نہ لانیوالے طرح طرح کے مظالم کے شکار کیئے جاتے تھے لیکن ان مظالم سے ہی کہیں زیادہ تکلیف اور ابدی جہنم کا خیال ہے جسے عیسائی تجویز کرتے ہیں۔ کسی کا کسی عیسائی کے گھر میں پیدا ہونا تو امر اتفاقی ہے۔ اور اس کا

اس ایمان پر رہنا علی العموم حالات نواحی کے ماتحت ہے۔ کیا سستا سودا ہے کہ ایسا انسان پیروی شریعت و اعمال سے بھی آزاد ہو جاوے۔ اور شخص جو غیر عیسائی خاندان میں بھی ہو۔ اور جب عیسوی معتقدات پر غور کرنا پڑے تو اُن کے بیرون از عقل و قیاس ہونے کی وجہ سے وہ انہیں سمجھ نہ سکے۔ اور اس طرح ابدی جہنم کا شکار ہو۔ کیا اس نکتہ پر بھی آپ کے نامہ نگار نے غور کیا کہ یہ کہاں تک درست ہے +

آپ کا نامہ نگار تعجب کے ساتھ مجھ سے پوچھتا ہے۔ کہ میں گذشتہ سال ہا سال میں کیا کرتا رہا۔ اُس کے جواب میں اسی قدر عرض کرتا ہوں۔ کہ اس لمبے عرصہ کے غور و فکر کا ہی یہ نتیجہ تھا۔ کہ میں نے آخر کار صداقت (اسلام) کو قبول کیا اور میں نہایت شرم کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ اتنے لمبے عرصے تک میں اُن عقائد کا پابند رہا۔ جو رواداری اور نیک خیالی کے ابتدائی اصولوں سے ہی معرّا ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں میں نے اعلان اسلام کیا۔ اور میں اس وقت سے آج تک سچی راحت کو محسوس کرتا ہوں۔ کہ اب میں بیمعنے اور خارج از عقل عقائد کو پھینک چکا ہوں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں ایک تنگ و تاریک اور تکلیف دہ ٹنل سے نکلکر دن کی روشنی میں آگیا ہوں۔ اس پر میرے اجزاء اور رفقاء نے چاروں طرف سے مجھ سے کہلا بھیجا کہ میں ابدی لعنت کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ کیونکہ کلیسی مذہب سے نکلکر اور کہیں نجات نہیں۔ یقیناً سب کو بھی یہی جواب دیا کہ بیشک میرے گناہ تو مجھے ہر عذاب کا مستوجب ٹھیراتے ہیں۔ لیکن میں یہ یقین نہیں کر سکتا کہ میرا معبود مجھے اسلئے گنہگار ٹھیرائیگا۔ کہ میں ان باتوں کو سمجھنے سے ناقابل رہا ہوں جو میری سمجھ میں نہیں آتیں +

جنرل گارڈن نے ایک موقعہ پر کہا کہ میں مسلمانوں میں ریسی ریاکاری نہیں دیکھتا۔ نہ مجھے مسلمانوں میں عیسائیوں کی سی نا ملائم ناروا داری نظر آتی ہے۔ جنرل موصوف نے اپنے مشاہدہ کی بناء پر یہ باتیں عیسائی اقوام کے متعلق لکھیں +

میں خیال کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے نامہ نگار سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ خود ان گذشتہ ساٹھ سالوں میں کیا کرتا رہا۔ غالباً اس نے کبھی تاریخ عرب کو نہیں پڑھا۔ ورنہ اس کی قلم سے ایسی جہالت کی باتیں نہ نکلتیں جو اس نے آنحضرت صلعم کے متعلق لکھیں وہ تورع اور پرہیزگاری کا کامل نمونہ تھے۔ اور بالکل اس کے برعکس تھے جو ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ وہ اپنی ازواج مطہرہ کے معاملہ میں پورے صداقت شعار رہتے آخری عمر میں انہوں نے چند بیبیاں کیں جو قریب قریب انہیں جنرلوں کی بیویاں تھیں۔ جو آپ کی راہ میں جنگ میں کام آئے۔ ان بیویوں کا تعہد آپ کے ذمہ تھا۔ بیوائیں مشرق میں اس طرح گذر نہیں کرتیں جیسے مغرب کا نقشہ ہے۔ ان کی خدمت اور ان کا بہترین تعہد ایسے ہو سکتا ہے۔ کہ ان سے نکاح ہو۔ یہی ایک فعل حسنہ ہے۔ اور ان افعال حسنہ کی بنیاد پر آنحضرت صلعم کو نفس کا غلام کہا جاتا ہے تھوڑا عرصہ ہوا کہ مولینا محمد علی صاحب (لاہوری) کی قلم سے ایک نہایت خوبصورت سوانحعمری آنحضرت صلعم کی نکلی ہے۔ اگر آپ کا نامہ نگار اُسے پڑھ لے تو اچھا ہو۔ شائد وہ آیندہ سخت زبانی کے فعل سے بچ جائے۔ اور آئندہ اس عظیم الشان اور صداقت سادے مذہب کے خلاف اس جہالت کا اظہار نہ کرے جو اب اس سے ہو رہی ہے۔ مجھے اگلے دن ایک عورت نے اسلام کے متعلق اپنا مبلغ علم ذیل کے الفاظ میں بتلایا کہ مسلمان لوگ محمد کو پوجتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ چار بیویاں کریں۔ ان کے نزدیک عورتوں میں روح نہیں ہوتا۔ اور وہ عورتوں کو مسجد میں آنے نہیں دیتے"۔ آپ کے نامہ نگار کا علم اسلام ہی اس عجوزہ کے علم سے زیادہ نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شہوت رانی کے شکار ہیں۔ یہ حملہ عیسائی انگلستان کے منہ کو نہیں سجتا۔ یہاں کے لوگ اپنے گریبان میں منہ کیوں نہیں ڈالتے۔ مسلمان اگر ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ اور یہ نادرات میں سے ہوتا ہے تو ان حقوق کی کامل عزت کرتے ہیں۔ ان کی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ کیا اُنکے مقابل جو عیسائی یا جو بعض گھروں میں ایک سے زیادہ عورتیں لندن یا دوسرے عیسائی شہروں سے آتی ہیں۔ وہاں

کیا یہ اسلامی رنگ ہے مسلمانوں کا ایک سے زیادہ بیبیاں کرنا خاص حالات میں تو خدمت صنف لطیف ہے +

آپ کے نامہ نگار نے اسلام کے ماتحت عالم نسوان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بہت ہی دھوکا دہ ہے۔ عورت کی عزت بہترین سے بہترین اسلام نے کی ہے اور قرآن کریم نے ہر طبقہ کی عورت سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے۔ بہشت تمہاری ماؤں کے پاؤں تلے ہے۔ یہ حدیث ہم تک نہ پہنچتی اگر مسلمانوں میں عورت کی عزت کرنا ایک مذہبی شعار نہ ہوتا +

ہیڈلے

خواجہ نذیر احمد صاحب کی واپسی

۷ مئی ۱۹۲۵ء گزشتہ بروز اتوار خواجہ نذیر احمد صاحب بمبئی میل میں لاہور پہنچے سٹیشن پر عمائد لاہور کی ایک خاصی تعداد خوش آمدید کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ جن میں احباب ذیل خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں:۔ جناب سید افضال علی شاہ صاحب حسنی میونسپل کمشنر۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل۔ جناب خلیفہ فضل حسین صاحب پنشنر۔ خان بہادر شیخ محمد کاظم (ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل) جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے وکیل۔ آنریبل خان بہادر سر میاں محمد شفیع صاحب۔ میاں محمد رفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا جناب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور۔ جناب سید محسن شاہ صاحب وکیل سکرٹری آل انڈیا کشمیری کانفرنس جناب حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر گورنمنٹ پنجاب۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر مجلس انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور۔ چوہدری محمد بخش صاحب ٹھیکیدار ریلوے رئیس اعظم لاہور۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب سابق سول سرجن صوبہ سرحدی۔ مولوی مصطفےٰ خان صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ۔ جناب سید مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور۔ جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب۔ مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائیٹ لاہور۔ جناب مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول دروازہ شیرانوالہ لاہور۔ جناب میرزا غلام حسین صاحب انسپکٹر پولیس لوکھا۔ جناب چودھری میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور سٹی۔ جناب خان بہادر احمد دین صاحب پنشنر جناب میاں نظام الدین صاحب رئیس اعظم لاہور۔ خان صاحب رجب علی خان صاحب پرسنل اسسٹنٹ فنانشل کمشنر لاہور جناب مولوی سعد الدین خان صاحب وکیل لیڈر جناب شیخ نیاز علی صاحب رئیس وزیر آباد +

سٹیشن سے کل احباب عزیز منزل میں تشریف لائے۔ جہاں خان بہادر سر میاں محمد شفیع صاحب نے خواجہ صاحب کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان خاص خدمات جلیلہ کا ذکر کیا جو جناب خواجہ نذیر احمد صاحب نے گزشتہ دو سال میں مشن کی سر انجام دیں۔ سر میاں محمد شفیع صاحب نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا۔ کہ آج ایک ایسی نظیر ہمیں خواجہ نذیر احمد صاحب میں نظر آتی ہے۔ جس نے اپنے وقت کو دین و دنیوی نکتہ نگاہ سے بہترین صورت میں گزارا۔ جہاں تک دنیوی تعلیم حاصل کرنے کا تعلق ہے ہم خواجہ نذیر احمد صاحب کو ایک قابل انجینیر اور بیرسٹر دیکھتے ہیں لیکن یہ علمی قابلیتیں ان کی اس قابلیت کے مقابل ہیچ ہیں جو دینی طور پر ان سے ظاہر ہوئیں۔ انہی دو سالوں میں اسلام اعلےٰ سے اعلےٰ طبقہ میں چلا گیا۔ جسقدر ان دو سالوں میں انگلستان کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی۔ وہ ووکنگ مشن کی گزشتہ تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ اس نو عمری میں ایسے ذمہ واری کے کام کو ہاتھ میں لینا اور اس قابلیت سے نبھانا میں تو یہی سمجھتا ہوں۔ کہ میرے پرانے دوست خواجہ کمال الدین صاحب کی دعا۔ ان کا نمونہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا نتیجہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس نوجوان کو زندگی میں ہر طرح سرسبز کرے۔

سر میاں محمد شفیع صاحب کے بعد حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک مختصر تقریر میں جناب خواجہ نذیر احمد صاحب کی سعی جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے ذیل کے معنے خیز الفاظ فرمائے:۔

”میں نے سنا ہے۔ کہ بعض اصحاب انگلستان میں ہمارے نو مسلم بھائیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے اگر اپنے

قومی اور وطنی خیالات کو نہیں چھوڑا۔ تو ان کا اسلام مکمل نہیں۔ نہ معلوم ان معترضین کی ان باتوں سے کیا مراد ہے۔ ہمارے سامنے جو پرانے مسلمان ہیں۔ وہ موجود ہیں۔ جہانتک وہ وطن پرست یا قوم پرست ہیں۔ وہ بھی ہم سے چھپے ہوئے نہیں۔ ایک تھوڑے سے فائدے کے لیئے قوم اور وطن چھوڑ ہم تو ایمان بھی بیچ دیا کرتے ہیں۔ جن لوگوں کی اپنی یہ حالت ہو وہ دوسروں پر کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ ہم ان نومسلموں سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ اور وہ توقعات کہاں تک صحیح ہیں۔ اور ان توقعات میں یہ نومسلم لوگ کہاں تک پورے اترتے ہیں۔ مشن کو قائم ہوئے آج بارہ سال گزر گئے۔ اور یہ نومسلم چند سالوں کے ہی نومسلم ہیں۔ پھر بھی قومیت پرستی کو اگر سامنے رکھا جاوے۔ تو ایک ہی واقعہ ہمیں نظر آتا ہے۔ جسمیں ان نومسلم بھائیوں نے پورے طور پر ہمارا ساتھ دیا۔ وہ معاملہ خلافت کا ہے۔ ان لوگوں نے تحریر سے تقریر سے ہمارا ساتھ دیا۔ انگلستان میں برٹش مسلم سوسائٹی نے خلافت کی حمایت میں لارڈ جارج کی پالیسی کے خلاف کئی جلسے کیئے۔ اور وہ نتیجہ خیز ثابت ہوئے۔ میں جہاں تک ان نومسلموں کے حالات کو پڑھتا ہوں۔ میں خدا کی جناب میں سجدات شکر بجالاتا ہوں کہ اس مادیت پرستی کے زمانہ میں اور مادیت پرست ملک میں رہنے والے نومسلم کس قدر محبت اپنے نئے قبول کردہ مذہب سے رکھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت مولانا صاحب کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک نہایت قابل قدر بات کہی۔ جس سے ان کی قلبی کیفیت کا پتہ چلتا تھا۔ ہم خواجہ صاحب کی تقریر میں سے فقط اس حصہ کو ذیل میں درج کرتے ہیں +

"آج صبح سے کئی دفعہ میرے بعض احباب نے مجھ سے خواجہ نذیر احمد کے آیندہ کاروبار کے متعلق دریافت کیا ہے۔ اس سوال کی تہ میں وہ قلبی محبت ہے جو میرے دوستوں کو مجھ سے ہے۔ جس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں۔ اور اسکے جواب میں دو لفظ عرض کر دیتا ہوں۔ جہانتک ایک باپ کا ایک بیٹے کے متعلق فرض تھا۔ وہ بحمد اللہ ادا ہو گیا۔ خواجہ نذیر احمد سول انجنیئر اور بیرسٹر بھی ہے۔ اور اس نے میرے کہنے سے گذشتہ دو سال مشن کی خدمت بھی کی۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ دو سال مشن کی کل تاریخ میں بہترین سال تھے۔ بالفاظ دیگر نذیر احمد ایک بہترین مشنری بھی ثابت ہوا۔ آج یہ نو سال کے بعد اپنے وطن کو آتا ہے۔ اس کے متعلق میرے دوستوں اور میرے رشتہ داروں کی مختلف امیدیں وابستہ ہیں۔ اس وقت اس کی اپنی عمر ۲۶-۲۷ سال کے اندر ہے۔ یہ اپنی زندگی کا آپ مالک ہے۔ البتہ میری دلی خواہش یہی ہوگی کہ جس طرح میں نے دنیوی پیشوں سے کنارہ کشی کر لی۔ اور خدا کی راہ میں قدم مارا۔ اگر خدا تعالے اس بچہ کو اس راہ پر چلائے۔ تو میرے دلی سرور کا موجب ہوگا۔ کیونکہ اس سے بہتر میرے لئے اور کوئی خوشی نہیں۔ اس وقت گذشتہ دس سال کے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہماری ملک کی کل اسلامی تحریکوں میں یہی ایک اسلامی تحریک ہے۔ جس سے ہماری قوم اور مذہب کی ہر نوع میں بہترین خدمت ہو سکتی ہے۔ اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو کامیابی اللہ تعالے نے اس تحریک کو دی وہ ہمیں کہیں اور نصیب نہیں ہوئی" وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خواجہ صاحب کے بعد جناب خواجہ نذیر احمد صاحب نے نہایت بلیغ اور فصیح انگریزی زبان میں احباب کا شکریہ ادا کیا۔ وہاں کے کچھ حالات بیان کیئے۔ بعض ایسے واقعات ذکر کیئے جن سے نظر آتا تھا۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے بہترین اور زریں موقعے مغربی دنیا میں خدا تعالے نے پیدا کر دیئے ہیں۔ اس تقریر کا ترجمہ ہم کسی آیندہ موقع پر ہدیۂ ناظرین کرام کریں گے + مترجم

مُسلم بُک سُوسائٹی کی تازہ طبع شُدہ کتابیں

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ۔ ۔ قیمت

سیر افکار دُنیا یا رُوحانیات فی الاسلام قیمت ۱۲/
ہستی باری تعالیٰ ۔ ۔ ۔ قیمت
الاسلام ۔ ۔ ۔ ″
حیات بعد الموت ۔ ۔ ۔ ″
اسلامی نماز کا فلسفہ ۔ ۔ ″
پادری صاحبان کیلئے حل طلب مسیحے ″

(مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور)

سکرٹری صاحب مسلم ووکنگ مشن السلام علیکم ورحمتہ

ووکنگ مشن ریزرو فنڈ عالیجناب نواب صاحب بہاولپور نے ازراہ شفقت مبلغ پانصد روپیہ بطور رخصتانہ زاتی مجھے عطا فرمایا۔ وہ میری طرف سے ووکنگ مشن ریزرو فنڈ میں داخل کر دیں

(خواجہ کمال الدین)

گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مُسلم مشن و اسلامک ریویو

بشیر فنڈ دفتر ہندوستان بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء

تفصیل آمد	[illegible]	رقم آمد ہندوستان پائی	رقم آمد ہندوستان آنہ	رقم آمد ہندوستان روپیہ	تفصیل خرچ	[illegible]	رقم خرچ ہندوستان پائی	رقم خرچ ہندوستان آنہ	رقم خرچ ہندوستان روپیہ
آمد مشن	۱/۱۲	۰	۱۰	۳۹					
آمد ریویو	۲/۱۲	۰	۵	۳۵۳					
آمد ریزرو وتبلیغ اسلام فنڈ	۳/۱۲	۰	۴	۴۴		۴/۱۲	۰	۰	۵۹۸
میزان کل			۳	۴۳۶	میزان خرچ		۰	۰	۵۹۸

دستخط ۔ ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب بابو محمد شریف صاحب مانسہرہ ..	۰	۰	۳	جناب صبیح الدین صاحب بہادر گڈھ	۰	۰	۱
" عبد المعبود صاحب چیت پور ..	۰	۰	۲	" فضل الدین صاحب چیت پور		۰	۵
" ابو طالب صاحب لبین برما ..	۰	۰	۲۰	" امیر حسن صاحب کاکوری	۰	۰	۱
" عبد المعظم صاحب امراؤتی ..	۰	۰	۱	از اسٹاک پوسٹل آرڈر آفس اس ..	۰	۱۰	۳
" فضل کریم صاحب ابازئی پشاور	۰	۰	۳				
				میزان	۰	۱۰	۳۹

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو اپریل ۱۹۲۵ء

جناب آر سید سرمست حسین صاحب شکور ..	۰	۰	۱
" عبد المعظم صاحب امراؤتی ..	۰	۰	۵
قیمت رسالہ ..	۰	۰	۳۵۲
میزان	۰	۰	۳۵۲

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریز رو و تبلیغ اسلام فنڈ اپریل ۱۹۲۵ء

جناب بابو محمد شریف صاحب مانسہرہ ..	۰	۰	۲۵
" قادر بخش صاحب مشہدی گجرات ..	۰	۰	۵
" ایم غلام جیلانی صاحب میرٹھ شہر ..	۰	۰	۵
" وحید اللہ صاحب معرفت غلام حسن صاحب مبلغ لعہ بتفصیل ذیل ..	۰	۰	۱
" سلطان خان صاحب ..	۰	۸	۰
" بہادر ..	۰	۰	۱
" فضل احمد صاحب ..	۰	۱۴	-
" ممتاز علی صاحب ..	۰	۰	۱
" غلام حسن صاحب ..	۰	۰	۱
" عبد الحلیم خان صاحب ..	۰	۰	۱
" میاں اللہ رکھا صاحب ..	۰	۰	۱
" محمد بخش صاحب ..	۰	۸	۰
" علی محمد صاحب ..	۰	۰	۱
" علی محمد شیر و مٹر ..	۰	۶	-
میزان	۰	۴	۴۴

نقشہ ۴ تفصیل خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو بشیر فنڈ اپریل ۱۹۲۵ء

تنخواہ عملہ ہندوستان ماہ مارچ ۱۹۲۵ء ..	-	۰	۵۹۸
کل میزان			۵۹۸

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اُمّ الالسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب بھیجے سے تعلق رکھتی ہے + قیمت ۱۲؍

مطالعۂ اسلام

بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

اس کتاب میں امنت باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ والیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمۂ طیبہ حج۔ روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے +

مقصدِ مذہب

وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برھمو سماجی اور بہت سے مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ قیمت ۳؍ +

خطباتِ غربیہ

یہ وہ معرکتہ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں نا آشنایان اسلام کو اسلام سے معرفت کراتے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍ +

مذہبِ محبّت

اسمیں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو زمین پر صلح۔ امن۔ آشتی محبت پیار یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کرسکتا ہے قیمت ۷؍

ذرّاتِ عالم کا مذہب

اسمیں مصنف نے دکھایا ہے۔ کہ سائنس کا آپسمیں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اسکے فرائض مسئلہ ارتقائے انسانی۔ کفارہ پر ایمان اپنی ہتک ہے۔ قیمت ۸؍

یسوع کی الوہیت

اور

اسکی انسانیت پر ایک نظر

فاضل مصنف نے الوہیت مسیح۔ کفارہ معجزات مسیح۔ بدی کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کی براہین قاطعہ سے تردید کی ہے +

قیمت ... ۸؍

ینابیع المسیحیّت

یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں دکھایا گیا ہے کہ مروّجہ اصول و حکایات مسیح کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے منکشف شدہ حالات حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے +

قیمت بلا جلد ۸؍ مجلد ... ۱۲؍

اسلام

اور

علوم جدیدہ

اسمیں فاضل مصنف نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے۔ جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کے لئے صحیفۂ قدرت اور اسکے مظاہر کیطرف کو متوجہ کیا۔ قیمت ۸؍

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی مبلغ اسلام و امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

رازِ حیات یا انجیلِ عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت و حشمت۔ جاہ و جلال رفع الحالی کا راز قوتِ عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح کہ باغ کی تر و تازگی نشو و نما پانی سے ہوتی ہے۔ اسیطرح زندگی کا راز قوتِ عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہوگئی ہے۔ قیمت بیجلد عہ مجلد ۱ر

ضرورتِ الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہام ہی مذہب آیا ہے۔ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۱ر

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد ۵ر

سلک مروارید

یہ ان زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ انمیں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے + بلا جلد عہ مجلد ۱ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے +
قیمت ۱۴ر مجلد عہ

صلائے نصرت

بہ

اہل ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جس میں واقعات حاضرہ پر قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی گئی ہے

قیمت
بلا جلد ۴ر

مکالمات ملیہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں انہیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے ان کے لئے مفید ہیں +
قیمت فی جلد ۱۳ر مجلد عہ

اسوۂ حسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل نبی

قیمت ۸ر مجلد ۱۴ر

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے + قیمت ۸ر مجلد ۱۴ر

براہین نیرہ

حصہ اول

معروف بہ

زندہ و کامل الہام

قیمت ۱۲ر مجلد عہ

اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے۔ قیمت ۱۲ر مجلد عہ

المشتہر۔ منیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور (پنجاب)